SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Monday, June 09, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr .Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

انما تعبدون من دون الله اَوثاناً وّ تخلُقُونَ اِفكًا اِنَّ الذّین تَعبدُونَ مِن دُون اللهِ لَایملکُونَ لَکُم رِزقاً فابتَغُوا عِندَ اللهِ الرزقَ وَ اعبُدُوهُ وَاشکُرُوالَه اِلَیهِ تُرجَعُونَ- وَ اِن تُکَذّ بُوا فَقَد کَذّبَ اُمَمٌ مِن قَبلِکُم وَمَا عَلَی الرّسُولِ اِلاَّ البَلٰغُ المُبِینُ- اَوَلَم یَرَوا کَیفَ یُبدئُ اللهُ الخلق ثُمَّ یُعیدُہ اِن ذٰلک عَلَی اللهِ یَسِیر-

ترجمہ. تو تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے اور طوفان باندھتے ہو۔ تو جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ تم کو رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ پس اللہ ہی کے ہاں سے رزق طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ اور اگر تم (میری) تکذیب کرو تو تم سے پہلے بھی امتیں (اپنے پیغمبروں کی) تکذیب کر چکی ہیں۔ اور پیغمبر کے ذمے کھول کر سنا دینے کے سوا اور کچھ نہیں۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ کس طرح خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا پھر (کس طرح) اس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے۔ یہ اللہ کو آسان ہے۔

(سورہ العنکبوت۔ آیت 17 تا 19)

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Monday, June 09, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr .Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انما تعبدون من دون اللہ اوثانا وتخلقون افکا ان الذین تعبدون من
دون اللہ لایملکون لکم رزقا فابتغوا عند اللہ الرزق و اعبدوہ
واشکروالہ الیہ ترجعون۔ و ان تکذبوا فقد کذب امم من قبلکم وما
علی الرسول الا البلغ المبین۔ اولم یروا کیف یبدئ اللہ الخلق ثم
یعیدہ ان ذلک علی اللہ یسیر۔

ترجمہ: تو تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے اور طوفان باندھتے ہو۔ تو جن
لوگوں کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ تم کو رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔
پس اللہ ہی کے ہاں سے رزق طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر
کرو اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ اور اگر تم (میری) تکذیب کرو تو تم
سے پہلے بھی امتیں (اپنے پیغمبروں کی) تکذیب کر چکی ہیں۔ اور پیغمبر
کے ذمے کھول کر سنا دینے کے سوا اور کچھ نہیں۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا
کہ اللہ کس طرح خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا پھر (کس طرح) اس کو بار بار پیدا
کرتا رہتا ہے۔ یہ اللہ کو آسان ہے۔

(سورہ العنکبوت۔ آیت 17 تا 19)

Leave of Absence

جناب چیئرمین، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

I will take up the leave applications.

حاجی محمد عدیل نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 9 تا 11 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، سید دلاور عباس نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 6 تا 14 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، انجینئر رشید احمد خان نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 9 تا 13 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، مولانا عبدالغفور حیدری نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 9 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، حافظ عبدالمالک قادری ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 4 تا 6 جون کے لیے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب سعید احمد ہاشمی نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 4 تا 11 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

مخدوم شاہ محمود قریشی نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں

اس لیے مورخہ 9 تا 14 جون اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

سعدیہ عباسی صاحبہ' ابھی جو آپ سے ٹیلیفون پر بات ہوئی تھی اس سلسلے میں بات کرنا چاہتی ہیں؟

Point of Order

The Barricades in Front of Parliament House

Senator Saadia Abbasi: Sir, with all due respect to Mr. Raza Rabbani, it is not a just personal issue. Sir, it is a matter of prestige, dignity and the honour of this House.

جناب! جب پچھلی حکومت تھی اور وہ حکومت جو interim set up تھا' اس میں جب یہ barricades نہیں ہٹائے گئے تھے تو ہم روز چیختے تھے۔ ہم یہاں اپوزیشن میں ہوتے تھے' شور کرتے تھے کہ جی یہ کس قسم کی جمہوریت ہے اور ہمارا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ آج 12 سال کے بعد ایک جمہوری حکومت آئی۔ اس حکومت کو آئے ہوئے تقریباً تین مہینے ہو چکے ہیں اور یہ barricades بڑھتے ہی جا رہے ہیں' یہ کم نہیں ہوئے ہیں' اور ہم obstacle course پورا کر کے یہاں پہنچتے تھے اور ہم out of deference to the Prime Minister اس issue کو raise نہیں کر رہے تھے۔ آج your honour جب میں آ رہی تھی تو انہوں نے مجھے پھر روک لیا اور صرف مجھے نہیں روکا Members of the National Assembly بھی تھے اور بھی لوگ تھے' کئی لوگ ایسے تھے جن کے پاس passes for National Assembly تھے۔ نیشنل اسمبلی کی proceedings دیکھنے کا لوگوں کو حق ہے کہ ان کے parliamentarians کیا کر رہے ہیں؟ پولیس نے روک لیا اور انہوں نے کہا کہ اجازت نہیں ہے۔جناب! اس طرح بدتمیزی اور اس طرح ان کا لہجہ برا تھا اور انہوں نے کہا کہ یہ Interior Ministry کی instructions ہیں۔انہوں نے کہا کہ ہم National Assembly کے members ہیں' کسی نے کہا کہ ہم proceedings دیکھنے کے لیے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا چاہے آپ Secretaries ہوں' چاہے آپ members National Assembly ہوں' چاہے آپ

Members Provincial Assembly ہوں' چاہے آپ سینیٹ کے members ہوں یا جو بھی ہوں' یہاں سے آپ نہیں گزر سکتے ہیں

Your honour it is with deep regret that I have to get up and to say this because

ہماری حکومت ہے' ہم نے 12 سال اس حکومت کے لیے انتظار کیا اور یہ جمہوریت ہے۔ جناب! ہمیں کس چیز کا ڈر ہے۔ ہمیں Opposition نے تو کوئی threat نہیں دی ہے۔ Opposition کی طرف سے تو کوئی apprehended threat بھی نہیں ہے۔ انہوں نے کس چیز کے لیے یہ barricades لگائے ہوئے ہیں' مجھے اس چیز کی سمجھ نہیں آتی۔ اگر ہمیں یہ کہا جائے کہ terrorists اسلام آباد کے اندر آ جائیں گے اور ان کو روکا جا رہا ہے تو آپ نے terrorists کے متعلق خود دیکھ لیا کہ ڈنمارک ایمبیسی کے باہر جو شخص تھے' وہ آئے' انہوں نے گاڑی پارک کی' اس کے اوپر diplomatic plate لگی ہوئی تھی' وہ گاڑی سے نکل کر گئے' انہوں نے remote control bomb کے ساتھ اس گاڑی کو blow up کیا۔ جناب! یہ terrorists کا کام نہیں ہوتا۔ وہ اس طرح operate نہیں کر سکتے۔ Your honour یہ حکومت کے خلاف ایک سازش ہے' یہ سازش ہے کہ ایک جمہوری نظام کو ختم کیا جائے اور اس کو wind up کیا جائے۔ اگر میں آج ان Treasury Benches پر بیٹھ کر اس بات کا اظہار کروں اور مجھے بہت دکھ ہے' مجھے اس چیز کا بہت افسوس ہے' پانچ سال ہم opposition میں بیٹھے اور اگر ہمارے ساتھ کوئی ایسا سلوک ہوتا تھا تو ہم اتنا شور کرتے تھے کہ اس side سے ہمیں کئی طرح کی explanations دی جاتی تھیں' privilege motions دیے جاتے اور privilege motions کو take up کیا جاتا تھا' explanations دی جاتی تھیں۔

میری جناب والا! Prime Minister سے request ہے کہ رحمن ملک صاحب ہیں

he is not a representative or member of either National Assembly or of this House. He has no idea about how a democratic government should function. He has no idea

کئی دفعہ یہ بات یہاں پر raise کی گئی ہے۔

He did not show due respect to the members of this House and it is my request to you Mr. Chairman, to ask the Prime Minister to respect the members of this House, to respect the members of National Assembly and to remove these barricades, so there should be free movement of the people. It is not just a question of the privilege of this House, it relates to the free movement of the people of this country, it relates to their fundamental rights. Why should people be denied access to this road? On what pretext? It is the duty and responsibility of the state to ensure the safety of the citizens

اور اس کے کئی طریقے ہیں۔ اس طرح کے barricades کھڑے کرنا کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، میں اس پر عرض کرتا ہوں۔ رضا صاحب میرے ساتھ ہی بیٹھے تھے جب یہ بات آئی، immediately he contacted the people and then he confirmed کہ آپ آ گئے ہیں اور پھر آپ سے بھی بات ہوئی to me and I think there was a communication gap but he himself realized that.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، رضا صاحب! ایک منٹ مجھے دیجئیے۔ میں اسی سے ملتا جلتا مسئلہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب! پارلیمنٹ کے باہر fence لگی ہوئی ہے، اس کے ساتھ انہوں نے مورچہ سا بنایا ہوا ہے اور guns کا رخ انہوں نے public کی طرف کیا ہوا ہوتا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں دکھی لوگ احتجاج کرنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ میں تین مہینے سے یہ بات مسلسل نوٹ کر رہا ہوں کہ یہاں انہوں نے ایک مورچہ سا بنا لیا، پہلے بوریاں رکھی ہوئی تھیں، اب وہ پکی دیواریں تین اطراف سے بنا کر، guns اس طرف لے کر کھڑے ہوتے ہیں، جہاں لوگ احتجاج کرنے آتے ہیں، وہ دکھی لوگ آ کر lawn میں بیٹھتے ہیں اور وہ slogans raise کرتے ہیں یا ان کے پاس posters ہوتے ہیں، جناب! اس سے ہم لوگوں کو کیا message دے رہے ہیں؟ کہ جب دکھی لوگ یہاں آئیں تو ہم ان کی طرف guns لہراتے رہیں۔ یہ بڑا غلط message

جا رہا ہے۔ اس کو یہاں سے remove ہونا چاہیے۔ اگر ہمیں کوئی مارنے کے لیے آنا چاہتا ہے تو وہ ہمیں وہاں پر بھی مار سکتا ہے۔ اگر ہمیں اسی طرح سے مرنا ہے تو ہمیں وہ مرنا قبول ہے مگر یہ لوگوں کی طرف guns اٹھانا' اور guns کو ان کی طرف تانے رکھنا یہ غلط message جا رہا ہے۔ اس کے لیے یہ میری request ہے۔ شکریہ۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب! ہم موجودہ حکومت سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ انکا رویہ کم از کم پچھلے آٹھ سال سے جو لوگ حکمران تھے ان سے مختلف ہو گا لیکن ہمیں دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ ابھی تک اس بات کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے ہیں۔ اس لیے میں اپنی آواز اپنے دونوں بھائی اور بہن کی آواز میں شامل کرنا چاہتا ہوں اور بڑے ادب سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ security کا انحصار ان چیزوں کے اوپر نہیں ہے اور خاص طور پر پارلیمنٹ کے باہر اس طرح کی مورچہ بندی' یہ جمہوری روایات کے بھی خلاف ہے اور یہ بڑا غلط message دیتی ہے۔ مجھے بار بار اس بات کا تجربہ ہوا جس بات کا ذکر میری بہن نے کیا ہے۔ ہمیں یہ معاملہ ایوان میں اٹھاتے ہوئے بھی شرمندگی ہوتی ہے کہ ہم اس طرح خود ہی اپنے ملک کے حالات پر نوحہ کرتے ہیں۔ اس لیے میں چاہوں گا کہ اس معاملے میں حکومت ایک واضح رویہ اختیار کرے۔ Security کی جہاں ضرورت ہے وہاں کرے لیکن اس طرح کی نمائش اور اس طرح guns کو مظاہرین کی طرف تان کر کھڑے ہونا ہے کوئی اچھا message نہیں ہے۔ آپ اس رویے کو بدلے بغیر فضا کو تبدیل نہیں کر سکتے۔

اس کے ساتھ میں ایک اور بات بھی جاننا چاہوں گا۔ وہ یہ ہے کہ ابھی جو delegation سعودی عرب گیا ہے کیا ہمیں بتایا جائے گا کہ اس میں کل کتنے افراد شریک ہیں۔ کیا اب بھی وہی روایت چل رہی ہے کہ باہر جانے والے افراد 60 سے لے کر 100 تک ہوں یا فی الحقیقت ہم کوئی مختلف مثال قوم کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ اس ایوان کے سامنے فہرست آئے کہ کتنے لوگ اس کے اندر ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی پری گل صاحبہ' اسی issue پر--

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور میں خاص

طور پر سعدیہ عباسی کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ وہ اس وقت حکومت کا حصہ ہے لیکن کم سے کم اچھی بات تو کرتی ہیں۔ جب ہم اس ایوان میں آتے ہیں تو ہمیں جھوٹ سے گریز کرنا چاہیے۔ سچ بولنا چاہیے۔ میں اپنی colleague کو بہت زیادہ appreciate کرتی ہوں کہ کم سے کم یہ ہے کہ جو بات صحیح ہے وہ یہاں آ کر صحیح بتاتی ہیں۔ میں بھی سعدیہ عباسی آپ کے ساتھ ہوں۔ اس طرح نہیں ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ ابھی آپ کسی کو بھی لاجز میں بھیج کر دیکھ لیں اگر ایک ایم این اے اور ایک سینیٹر ہے تو ان کے ساتھ ڈیڑھ سو ' دو سو مرد وہاں لابیوں میں پھر رہے ہیں۔ کچھ لوگ نیکر پہنے پھرتے ہیں۔ میں نے اس دن بھی آپ سے کہا تھا۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ یہ سارے بھی لاجز میں رہتے ہیں ان سے بھی پوچھیں۔ آپ تو اپنے لوگوں پر کلاشنکوفیں اٹھا کر رکھتے ہیں اور لاجز میں اتنے لوگ جوگھس رہے ہیں آپ کو کیا پتا ہے کہ کون کیا ہے۔ میں یہ کہتی ہوں آپ بے شک انکوائری کریں یہ بالکل غلط بات ہے انہوں نے لاجز کو اتوار بازار بنایا ہوا ہے میں صرف یہی کہنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب کو سن لیں۔ جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی(قائد ایوان)، شکریہ جناب چیئرمین! جیسے آپ نے فرمایا کہ جب سعدیہ عباسی صاحبہ اور انوربیگ صاحب کی اطلاع ملی کہ ان کو روکا گیا ہے اور اندر نہیں آنے دے رہے تو میں نے ان کا mobile try کیا۔ جب ان سے mobile پر رابطہ نہیں ہوا تو میں آپ کے آفس سے نکلا اور گاڑی میں بیٹھ کر جہاں انہوں نے نشان دہی کی تھی کہ یہ وہاں پر رکے ہوئے ہیں' میں وہاں پر خود گیا۔ اس وقت تک سعدیہ عباسی صاحبہ ایوان میں داخل ہو چکی تھیں اور انور بیگ صاحب بھی اپنے دفتر سے یہاں تشریف لا رہے تھے۔ بہرحال اس بات کو کبھی بھی condone نہیں کیا جا سکتا کہ کسی بھی شہری کے ساتھ یا کسی بھی معزز رکن کے ساتھ law enforcing agencies کے لوگ بدکلامی کریں اور اگر کوئی رکن یا خاص طور پر سعدیہ عباسی' جن کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے' اگر وہ ان افسران کو یا ان لوگوں کو identify کرسکیں تو میں آپ کو assurance دیتا ہوں کہ ان کے خلاف موثر اقدامات اٹھائے جائیں گے۔ ہمارے

پہلے اور آج کے standards کے درمیان کسی قسم کا کوئی فرق نہیں آیا۔

جناب والا! دوسری بات جو اٹھائی گئی تھی وہ Saudi delegation کی تھی اس کی جو فہرست ہے، ہمیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ فہرست ایوان میں نہ پیش کی جائے۔ میں ابھی وزارت خارجہ سے فہرست مانگ لوں گا۔ اگر کل تک آ گئی تو کل نہیں تو پرسوں وہ فہرست on the floor of the House ہم رکھ دیں گے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں ہے۔ جہاں تک لاجز کا تعلق ہے، Friday کو پری گل صاحبہ یہ بات میرے notice میں لائی تھیں لیکن پھر چونکہ week end آ گیا تھا اور میں بھی کراچی چلا گیا تھا تو اس لیے اس مسئلے میں تھوڑی سی تاخیر ضرور ہوئی ہے لیکن انشاء اللہ اگلے ایک یا دو دنوں میں اس مسئلے کی تحقیقات کروا کر ان کی شکایت کا ازالہ کر دیا جائے گا۔

چوتھی اور آخری بات، جو میرے فاضل دوست اور بھائی کامران مرتضیٰ نے اٹھائی کہ بندوقیں protesters کی طرف تاننے کی، میں ان کو assure کروانا چاہتا ہوں کہ جس حکومت کا وہ حصہ ہیں اس کا بالکل اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں ہے کہ وہ اس ملک میں democratic protest اور democratic dissent کو روکے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہر شہری کا آئینی حق ہے کہ وہ اپنے حقوق کے لیے، اپنی problems کے لیے پارلیمینٹ کے سامنے پرامن طور پر احتجاج کرے یا کسی اور جگہ پر پرامن احتجاج کرے اور اسی لیے آپ نے دیکھا ہے کہ حکومت چاہے وہ حکومت سندھ ہو، چاہے حکومت پنجاب ہو یا وفاقی حکومت ہو، ہم نے بڑے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ لانگ مارچ میں حکومت کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ڈالے گی اور لانگ مارچ ہو سکتا ہے۔ جہاں تک ان بندوقوں کے رخ کا تعلق ہے تو وہ ضرور check کر لیتے ہیں ویسے بھی it is not safe کہ لوگوں کی طرف weapon point کیا جائے کیوں کہ it can go up اور سیکیورٹی کا جہاں تک تعلق ہے تو یہ ایک حقیقت ہے کہ سیکیورٹی کا ایک مسئلہ ملک کے اندر موجود ہے لیکن coalition government نے یہ محسوس کیا ہے کہ جو ماضی کی security control policies تھیں وہ درست نہیں تھیں اور اس لیے ہم نے root cause کی طرف اپنے آپ کو address کیا ہے۔ ان علاقوں میں جہاں سے یہ activities ہو رہی تھیں جیسے پختونخواہ کے اندر فاٹا اور وانا وغیرہ اور سوات کے اندر تو وہاں پر جو صوبائی حکومتیں ہیں وہ engage کر رہی

ہیں ان لوگوں کو in dialogues تاکہ we hit the root cause اور اس کو جڑ سے ختم کیا جائے۔ میں ایوان کو آپ کے توسط سے اس بات کی assurance دینا چاہتا ہوں۔

Mr. Chairman: Thank you. We will take up the Bills.

میرا خیال ہے اب یہ issue ختم ہو گیا ہے۔ نہیں انہوں نے جواب دے دیا ہے I think Leader of the House has committed on it.

Senator Dr. Muhammad Said: Mr. Chairman! Mr. Rabbani has skipped a very important question. What is the justification for having these barricades on the road and why they are not removed?

Mr. Chairman: I think, he mentioned that, precautionary measures

ہیں تو خدانخواستہ کوئی untoward incident نہ ہو پھر some time you have to pre-empt the inconvenience یہ purpose نہیں ہے it is more defensive but it should be right like that what he has said. نہیں اس کو انشاء اللہ minimise کریں گے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین! یہ بتا دیا جائے کہ یہ کب تک ہٹائی جائیں گی اور کب تک لوگ بلا روک ٹوک یہاں پر آئیں گے۔ جناب چیئرمین! میں تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پارلیمنٹ لاجز کو فوج کے نرغے میں دے دیا گیا ہے۔ ہمیں ہر طرف فوج ہی فوج دکھائی دے رہی ہے۔ صرف gun point کو point کرنا نہیں بلکہ یہاں مورچوں کی کیا ضرورت ہے اور ہمارے ارد گرد مورچے کھڑے کر دیئے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، جی۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی، جناب چیئرمین! یہ جو بات ہے اس کا حل ہونا چاہیے۔ دوسرا یہ کہہ رہے ہیں سیکیورٹی ہر طرف ہے میں کہتی ہوں کہ سب سے زیادہ سیکیورٹی گارڈز پارلیمنٹ لاجز میں ہیں جو پرائیویٹ ہیں۔ وہ ہر جگہ ڈیرہ ڈالے بیٹھے ہوتے ہیں دس دس ' پندرہ

پندرہ آدمی ایک ایک Parliamentarian کے ساتھ سیکیورٹی کے لیے موجود ہیں' اس کو بھی دیکھا جائے وہ عجیب سی نظروں سے دیکھتے رہتے ہیں اور وہ اچھا نہیں لگتا۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب نے کہہ دیا ہے کہ انشاء اللہ وہ اس کو دیکھیں گے۔جی بلور صاحب۔

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Mr. Chairman! he told me that this Call Attention should be deferred till the next session.

تو میرا Higher Education کے سلسلے میں ایک اور Call Attention بھی ہے' پھر ان کو club کرکے ، مہربانی کرکے اگلے اجلاس کے لیے رکھیں کیوں کہ ان کا صحیح جواب نہیں آیا۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس صحیح جواب نہیں آیا اس لیے انہوں نے یہ مجھ سے request کی ہے۔میرا خیال ہے میرا جو دوسرا Call Attention ہے اس کو بھی ----

جناب چیئرمین، Minister نے آپ سے بات کی ہے you both agree, I think the House would also have no objection.

سینیٹر الیاس احمد بلور، میرا دوسرا Call Attention Notice بھی اسی بارے میں ہے اس کو اس کے ساتھ club کر دیا جائے ۔شکریہ۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے ایسے ہی کر دیتے ہیں۔جی طاہرہ لطیف صاحبہ۔

سینیٹر طاہرہ لطیف، جناب چیئرمین! شکریہ۔ آدھا راستہ گزر کے جب میں پارلیمنٹ کے بالکل قریب پہنچ گئی تو ایک دم سے ڈرائیور نے گاڑی موڑ کر پیچھے کو کردی۔ مجھے ڈرائیور پر تھوڑا سا غصہ آیا کہ آپ پیچھے جا رہے ہو وہ کہنے لگا کہ آگے جانے سے انہوں نے منع کیا ہے۔ پھر ہم دوسری طرف سے ہو کر اور پندرہ منٹ لگا کر یہاں پہنچی ہوں۔ میں آدھا گھنٹہ لیٹ اسی وجہ سے ہوئی ہوں کیوں کہ انہوں نے ہمیں یہاں سے واپس بھیج دیا تھا۔میں نے کہا کہ یہ barricade تھوڑا سا آگے سے ہٹا دو ہم گزر جائیں لیکن انہوں نے ہمیں نہیں آنے دیا۔

جناب چیئرمین، اس کی طرف بالکل متوجہ ہوں گے ۔ یہ communication gap ہو گیا ہے ۔ آئندہ ایسا نہیں ہوگا ۔ On the bills submitted I think Raza Sahib جیسے

کامران صاحب کے آٹھ ہیں اور آگے legislative ہیں ان کو ملا کر۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, 2-7, I have requested the honourable Senator Kamran Murtaza sahib that

ان کے سارے bills مختلف constitutional amendments کے ساتھ ان کا تعلق ہے اور ان کی جماعت part of the coalition بھی ہے اور مولانا صاحب کو constitutional package کی کاپی بھی بھیجی گئی ہے اور I am sure Kamran is going to be consulted on that تو میں نے ان سے یہ request کی ہے کہ یا تو وہاں پر اس کو tag کروالیں تاکہ جب coalition parties کے درمیان overall discussion ہوگی تو یہ اس میں آجائیں گے۔ اس لیے میں نے ان سے request کی تھی کہ ان کو for the time being ا گر defer کردیں تو he was very kind and we agreed that we would defer.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، ٹھیک ہے جناب! اس کو defer کردیں۔

جناب چیئرمین، اور چودہ، پندرہ بھی اس میں included ہے because آگے وہ بھی آپ کے دو ہیں؟

سینیٹر کامران مرتضیٰ، نہیں جناب! وہ PPC کے ہیں۔ میرا خیال ہے----

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! پہلے یہ کرلیں پھر 8 سے آگے چلتے ہیں۔

جناب چیئرمین، اس کے بعد بھنڈر صاحب کے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب، اس پر میں نے request کی ہے this would be from item No. 8 to item No.17 اس میں کامران کی بھی ہیں۔ اس کے متعلق میں نے بھنڈر صاحب سے request کی تھی کہ جیسے پچھلی دفعہ ہم نے کیا تھا Private Members Day پر، ان کے bills میں سے کچھ کا تعلق Ministry of Interior سے ہے اور obviously, Law Ministry is also involved in all of them تو میں نے گزارش کی تھی کہ جیسے ماضی میں ہم نے کیا تھا کہ دونوں Ministries, بھنڈر صاحب اور وزیر قانون اگر چاہیں گے تو وہ، ورنہ میں ان کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا۔ اسی طرح کامران صاحب کا بھی بل جس کا Law Ministry

سے تعلق ہے، ہم لوگ بیٹھ کر آپس میں ایک understanding develop کرلیں گے اور جو amendements ہوں گی وہ accordingly کرکے پھر next Private Members Day پر جو after the budget ہو گا اس میں ان کو لے آئیں گے۔ پچھلی مرتبہ بھنڈر صاحب کے بل تھے we had them passed from the House, so there should be no problem. Bhinder sahib was kind enough, he had agreed to this.

Mr. Chairman: Bhinder sahib.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ان bills کا تعلق ہے، ان bills میں Ministry of Interior بھی شامل تھی، Ministry of Law کے representatives بھی شامل تھے اور ان دونوں کی موجودگی میں یہ تمام bills clear کیے تھے لیکن چونکہ اب قائد ایوان کا حکم ہے کہ یہ bills اگلی مرتبہ لے لیے جائیں تو ہم نے بطور اپوزیشن، opposition نہیں کرنی، جو آپ فرمائیں گے، جو reasonable proposal آپ کی legislation کے لیے آئے گی، ہم اس کا خیر مقدم کریں گے۔ انشاء اللہ cooperation کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں اور وہ bills لانا چاہتے ہیں اور قانون سازی کرنا چاہتے ہیں جو عوام کے مفاد میں ہوں۔ جو روایات ہم set کررہے ہیں، میں ان کا بھی خیر مقدم کرتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی تجویز ہے کہ ہم بیٹھ کر طے کرلیں اور پھر اس کے بعد bills جلد از جلد pass ہو جائیں۔

جناب، میری صرف ایک گزارش ہے ایک bill کے متعلق اور وہ bill نائیک صاحب کے متعلق نہیں ہے، آپ بے فکر رہیں

(اس موقع پر ایوان میں قہقہے سنائی دیے)

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: وہ bill ہے Pakistan Institute of Parliamentary Services Bill, 2007. آپ کو تو یاد ہوگا اس کے بارے میں، آپ تو جناب اس کے سرپرست ہیں کہ ہم نے بڑی مشکل اور بڑی محنت کے ساتھ، یہ ایک project ہے جو کہ ہم بنانا چاہتے تھے Institute for legislative services اور ممبران کی سہولت کے لیے ہے اور بڑی مشکل اور تگ و دو کے ساتھ۔ اس میں جناب، چار MNAs ہیں چار ہم سینیٹرز ہیں، اس

کی blessing حاصل ہے ہمارے فاضل وزیر خزانہ نوید قمر کی بھی، وہ بھی بڑے active member تھے، ان کی blessing سے اس bill کا ایک ایک لفظ approve ہوا ہے۔ اس میں ان کے اور MNA صاحبان بھی موجود تھے جو کہ اس party سے تعلق رکھتے ہیں۔ جناب! آپ کو تو معلوم ہے لیکن شاید ہاؤس کو معلوم نہیں کہ اس میں ایک institute بنانا تھا، institute بنا کر تو کسی اور نے دینا تھا اور ہم نے اس کو چلانا تھا اور پارلیمنٹ نے اس کو چلانا ہے۔ ہماری اس کی building پر initial investment نہیں ہے لیکن ہم نے ڈیڑھ سال اس میں گزار دیا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں جناب! کہ اس بل کو جلد از جلد pass کرلیا جائے۔ اس میں تجویز جو آپ لانا چاہیں، جو ترمیم آپ کرنا چاہیں، میں بغیر آپ کی ترمیم سنے اسے ماننے کے لیے تیار ہوں لیکن یہ ہے کہ اس bill کو جلد از جلد نکلوا دیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ اس زمرے میں اگر اس بل کو نہ لائیں تو باقی ٹھیک ہے، جس طرح ان کا حکم ہے، اس طرح کر لیتے ہیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، جناب! میں جناب بھنڈر صاحب کی بات کو endorse کرتا ہوں کہ بڑی محنت کے بعد یہ سارے Senators, parliamentarians اور National Assembly کے اراکین نے Pakistan Institute of Parliamentary Services Bill, 2007 پیش کیا ہے۔ یہ ایک ایسا قدم ہے، یہ ایک تاریخ مرتب کی ہے، میرا یہ خیال ہے کہ اگر اس کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے تو بہتر ہوگا۔ رضا ربانی صاحب بھی ہیں اور فاروق نائیک صاحب ہیں۔ Constitution package تو ہوتے رہیں گے، یہ تو قوم کی بدقسمتی ہے کہ ایسے package پیش کیے جارہے ہیں جس سے قوم کے سر شرم کے مارے جھک گئے ہیں۔ اس سے ہماری قوم کی سمت، جمہوریت کی سمت اور انصاف کی سمت کا تعین تو نہیں ہوگا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کسی کا ذاتی مفاد ضرور پورا ہوگا اور شاید ہمارے قومی خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوں۔ گزارش ہے کہ اس bill کو نکالنے کی انتہائی ضرورت ہے اور اگر قائد ایوان صاحب مہربانی کریں اور ہمیں ایک ٹائم فریم دے دیں تو یہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں پر بہت بڑا احسان ہوگا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! سب سے پہلے تو میں بھنڈر صاحب کا شکرگزار ہوں اور میرے خیال سے یہ چیز پہلے بھی کافی مرتبہ record پر آئی ہے کہ بھنڈر صاحب انتہائی محنت

کے ساتھ خاص طور پر legislation کے مسئلوں کا جہاں تک تعلق ہے، he really burns the midnight oil اور بہت محنت کے ساتھ وہ بڑی اچھی legislation کرتے ہیں۔ میں نے time frame سب bills کے لیے next Private Members Day after the budget کہا ہے اور یقیناً ہم سمجھتے ہیں کہ اس بات کی ضرورت ہے کیونکہ ہم خود parliamentary supremacy اور parliament کی sovereignty کے بارے میں sensitive ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اس سمت میں ایک مثبت قدم ہے اور یقیناً اس کو بھنڈر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر، فاروق نائیک صاحب اور میں دیکھ لیں گے and *Insha-Allah*, there should be no problem in it.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔

Insha-Allah, next Private Members Day...

Senator Farooq Hamid Naek (Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs): Sir, we will have a meeting with the honourable members and then we will review that bill......

Mr. Chairman: I think it will be sorted out. Then we will take up item 18. Now, the Commenced Motion. Raza! Ahmed Ali Sahib!

Senator Mian Raza Rabbani: Ahmed Ali sahib is officiating today sir.

(Laughter)

Further Discussion on the Commenced Motion regarding the Law and Order Situation in the Country

Mr. Chairman: We will take up the Commenced Motion, the next speaker would be, Wasim sahib would you like to speak? Khurshid sahib.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

شکریہ، جناب چیئرمین! اس وقت ایوان law and order کے مسئلے پر گفتگو کر رہا ہے اور یہ issue ایسا ہے جو ویسے تو ایک مدت سے ہمیں چمٹا ہوا ہے۔ پوری کوشش کے باوجود بھی نہ ہی قوم اور نہ ایوان اس مسئلے سے اپنے آپ کو delink کر پا رہا ہے۔ مجھے یہ بات کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ جان، مال اور عزت، تینوں کی insecurity کا جو عالم اس وقت ہے، وہ اس سے پہلے کبھی نہیں رہا۔ جناب والا! آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ کوئی مہذب معاشرہ، کوئی حکومت جو اپنے شہریوں کو جان، مال اور عزت کی ضمانت اور حفاظت نہ فراہم کر سکے اس کے وجود کے لیے کوئی جواز نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ اسلام کا مسلمہ اصول ہے۔ انصاف کا قیام جو عبارت ہے جان، مال اور عزت کے تحفظ سے۔ اسلامی ریاست کے اولین اور بنیادی اوصاف میں سے ایک ہے۔ یونان کی سیاسی فکر سے لے کر آج تک کے افکار کو آپ دیکھ لیں، ریاست کے لیے سب سے اہم چیز اپنے شہریوں کی جان، مال اور عزت کا تحفظ ہے اور آج یہ میسر نہیں ہے۔ میرے ساتھیوں نے واقعات پیش کیے ہیں۔ ایک ایک دن کا اخبار اٹھا کر دیکھ لیں کوئی شہر، کوئی علاقہ، کوئی صوبہ ایسا نہیں کہ جہاں دلخراش واقعات رونما نہ ہو رہے ہوں۔ حتیٰ کہ آپ کو معلوم ہے کہ لوگ مجبور ہو کر جسے mob trial کہتے ہیں اس حد تک جانے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ یہ لاقانونیت، یہ افراتفری، یہ عزت اور نفس کی ارزانی کسی ایک پارٹی کا مسئلہ نہیں ہے، کسی حکومت کا مسئلہ نہیں ہے، یہ قومی مسئلہ ہے۔ اس بات کی توقع تھی کہ نئی حکومت اسے اولیت دے گی۔ لیکن میں دکھ سے یہ بات کہتا ہوں کہ گزشتہ آٹھ سالوں میں جو مسائل پیدا ہوئے تھے، دو مہینے گزر گئے اور اب تک الحکومت کی طرف سے کوئی سنجیدہ کوشش حالات کو سنبھالنے، بگاڑ کو روکنے، لوگوں کے اعتماد کو بحال کرنے کی نہیں ہوئی اور اس میں ان کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ جب تک آپ عدلیہ اور نظام عدل پر لوگوں کا بھروسہ اور اعتماد پیدا نہیں کریں گے اس وقت تک law and order کی گاڑی اپنی پٹری پر نہیں آ سکتی۔ مجھے خوشی ہے کہ یوسف رضا گیلانی صاحب نے وزیراعظم بننے سے پہلے اور Leader of the House منتخب ہونے کے بعد اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کو، جنہیں آزادی سے محروم کر دیا گیا تھا اور وہ گھروں میں گرفتار تھے، ان کی آزادی کا اعلان کیا اور ابھی انہوں نے وزارت عظمیٰ کا حلف نہیں لیا تھا لیکن اس اعلان پر عمل ہوا، لیکن حلف لینے کے بعد جو وعدہ انہوں نے، ان کی پارٹی نے، coalition alliance میں شریک تمام پارٹیوں نے کیا تھا

اور سب سے زیادہ اٹھارہ فروری کو عوام نے جس کو clear mandate دیا تھا' وہ کام انہوں نے آج تک نہیں کیا ہے۔ ابھی تک اسے التواء میں ڈالا جا رہا ہے اور اسے دستوری package سے جوڑ کر میری نگاہ میں Himalayan blunder کیا۔ لاقانونیت کے فروغ اور دوبارہ ملک میں قانون کی بحالی میں یہ سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

دوسری بات جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قانون کے احترام کے لیے ضروری ہے کہ جو جتنا ذمہ دار ہے' جتنا بااختیار ہے' جتنا حکومت میں اس کا مقام اونچا ہے اتنا ہی وہ قانون کا پابند ہے۔ اگر اوپر والے قانون توڑیں گے تو نیچے والے اس کی دھجیاں بکھیر دیں گے۔ اس لیے میری نگاہ میں لاقانونیت کو فروغ دینے میں بہت بڑا احتمال اس بات کا ہے کہ دستور جس کا ہم حلف اٹھاتے ہیں اسے نظر انداز کرتے ہیں' اسے پامال کرتے ہیں' اسے پرزہ پرزہ کرتے ہیں۔ پھر عدالتیں اس کے لیے validation کے فتوے جاری کرتی ہیں۔ جس ملک میں دستور اور قانون کو توڑنا اوپر والوں کا رواج بن جائے تو پھر نیچے والوں سے ہم کیا گلہ کریں گے۔

تیسری بات جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ جب تک یہ رویہ نہ بدلے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ ماضی میں جو کچھ ہوا' اب ہم قانون ضرورت کی بنیاد کے اوپر اس پر مہر تصدیق ثبت نہ کریں۔ بلکہ ایک فیصلہ کرلیں اور وہ فیصلہ یہ ہے کہ آئندہ جس نے دستور کو توڑا' جس نے اس کی تائید کی' جس نے اس کا جواز فراہم کیا' وہ قومی مجرم ہوں گے' ان کو سزا دی جائے گی۔ جو لوگ اس وقت موجود ہیں' جنہوں نے ماضی میں یہ کام کیا ہے' انہیں بھی قانون کی گرفت میں آنا چاہیے۔ آپ یہ راستہ اختیار کیجیے تو پھر آپ دیکھیے کہ اوپر سے نیچے تک قانون کیوں نافذ نہ ہو۔ جناب والا! مجھے اجازت دیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں کہ جب قریش میں ایک اعلیٰ قبیلے کی خاتون نے چوری کی تو اس کے بارے میں سفارش حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی گئی' لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ بھی اس جرم کی مرتکب ہوتی تو اس کو بھی ضرور سزا دی جاتی۔ اگر اوپر والے یہ مثال قائم کریں گے' آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے پر حد ڈالی تھی' کوئی رعایت نہ دی تھی۔ جب آپ یہ مثال قائم کریں گے تب قانون کی حکمرانی قائم ہو گی' تب جان و مال کا تحفظ ہو گا۔ اگر اوپر والے

قانون توڑیں گے اور یہ سمجھیں گے کہ نیچے قانون نافذ ہو سکتا ہے' اس سے بڑی حماقت' اس سے بڑا دھوکا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ اس لیے میں واقعات بیان کرنے کی بجائے جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عدلیہ کی بحالی' دستور اور قانون کا احترام اور اس معاملے میں جو زیادہ اہم مقام پر ہیں' خاص طور پر برسر اقتدار افراد' اس ایوان کے ارکان' مجھے دکھ ہوتا ہے جناب والا! جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ وزیر صاحب کی گاڑی' ان کی جان ایک عام شہری سے زیادہ اہم نہیں ہے' ایک گارڈ آگے ہوتا ہے' ایک گارڈ پیچھے ہوتا ہے' لال بتی ہے' ہارن بجاتے ہوئے نکل جاتی ہے۔ یہ کس بات کی علامت ہے۔ ماضی والے یہ کر رہے تھے' آپ بھی یہی کر رہے ہیں۔ حد ہے کہ ججوں کی گاڑیاں آتی ہیں اور red light پر نہیں رکتیں انھیں توڑتے ہوئے چلی جاتی ہیں۔ اگر آپ کا رویہ یہ ہو گا تو پھر ملک میں قانون کی حکمرانی کیسے ہو گی۔

چوتھی بات جناب والا! میں جو کہنا چاہتا ہوں اس کے لیے ضروری ہے کہ قانون کا احترام اوپر سے ہو' across the board ہو اور جو بھی قانون کو توڑے اس کے خلاف کارروائی ہو۔ اگر یہ راستہ آپ اختیار کریں گے تو پھر law and order آئے گا اور اگر یہ نہیں اختیار کریں گے تو پھر وہی ہو گا جو ہو رہا ہے۔ سات سال سے ہم رو رہے ہیں اور حالات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی' حالات میں بگاڑ آیا۔ جناب والا! اس نکتہ پر میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا۔

پانچویں بات جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قانون کو بھی وہ ہونا چاہیے جس پر لوگوں کا اعتماد ہو۔ یہی وجہ ہے کہ legislation کے لیے بنیاد یہ ہے کہ وہ لوگوں کی مرضی پر مبنی ہو۔ ان کی consent سے ہو تاکہ جبر کی بنیاد پر نہیں بلکہ حق کی بنیاد پر' انصاف کی بنیاد پر' خیر کی بنیاد پر' پسندیدگی کی بنیاد پر اور اسلام کا تو یہ کارنامہ ہے کہ اس میں جو شرعی قانون دیا ہے' وہ کوئی جبر کی اور باہر کی چیز نہیں ہے۔ وہ قانون ہے جس میں انسان کے لیے اللہ کی ہدایت ہے۔ قرآن اور سنت جس پر ہمارا ایمان ہے' جسے ہم مانتے ہیں' اسلامی تاریخ میں قانون کے احترام کی بہت بڑی وجہ یہ تھی کہ قانون محترم تھا۔ اس قانون کو وہ سمجھتے تھے کہ اسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی sanction حاصل ہے۔ ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور یہ ہماری اپنی خواہش کی تکمیل' یہ جبر نہیں ہے۔ جناب والا! کیا میں آپ کو یاد دلاؤں کہ اس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی ہے کہ دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں جو حدود نافذ ہوئیں ان میں

سے کوئی ایک حد بھی شہادتوں کی بنیاد پر نافذ نہیں ہوئی بلکہ اقرار جرم کی بنیاد پر ہوئیں۔ ایک شخص آتا ہے اور یہ کہتا ہے یارسول اللہ صلی اللہ وسلم مجھے آپ پاک کر دیجیئے۔ اس لیے کہ مجھ سے یہ جرم سرزد ہوا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اپنے مالک کے پاس جاؤں اس حالت میں کہ اس جرم سے میرا دامن داغدار ہو۔ یہ اخلاقی تربیت کی مثال ہے۔

تو میں بتانا چاہتا ہوں جناب والا! کہ قانون کا احترام اسی وقت ہوگا جب لوگوں کو یہ احساس ہوگا کہ قانون حق پر مبنی ہے' انصاف پر مبنی ہے۔ یہ امیروں کو protect کرنے اور غریبوں کو punish کرنے کے لیے نہیں بنایا گیا۔ اگر قانون میں وہ acceptability نہیں ہوگی' پھر اگر آپ قانون بنا بھی دیں گے تو اس کا اطلاق نہیں ہوگا۔ پھر تیسری بات جو ضروری ہے کہ ہمارے قوانین کا جائزہ لیا جائے۔ جو قوانین fundamental rights کے خلاف ہیں' قرآن و سنت کے خلاف ہیں اور دستور کے خلاف ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ دستور میں یہ لکھا ہوا ہے کہ دستور میں human rights کے خلاف کوئی قانون دستور کے نفاذ سے دو سال کے بعد جاری نہیں ہوگا۔ آج دستور کو بنے ہوئے پینتیس سال ہو گئے ہیں۔ Human Rights and Article 5, 9 to 25 کے خلاف کتنے قوانین ہیں جو جاری ہیں یا نئے بنائے گئے ہیں؟ دستور میں یہ لکھا ہوا ہے کہ دستور کے بننے کے پانچ سال کے اندر اندر تمام قوانین کو قرآن و سنت سے ہم آہنگ کر دیا جائے گا۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے چار ہزار قوانین کا جائزہ لیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ ان میں سے کونسے قرآن و سنت سے متصادم ہیں کونسے نہیں۔ مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے اس پارلیمنٹ نے آج تک اپنی یہ ذمہ داری ادا نہیں کی کہ ان reports کو سامنے رکھ کرکے قوانین کو تبدیل کرے۔

Law Reform Commission نے دو ہزار سے زائد قوانین کا جائزہ لے کر بتایا ہے کہ کن قوانین میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ یہ رپورٹس موجود ہیں۔ لیکن پارلیمنٹ میں اور سب کچھ بحث ہوتی ہے قانون سازی نہیں ہوتی۔

جناب والا! ہمیں قانون کو بھی درست کرنا ہوگا اور قانون کو قرآن و سنت ' ملک کے دستور ' عوام کی توقعات اور امنگوں اور ان کے حقوق کے ساتھ ہم آہنگ کرنا ہوگا۔ تب اس قانون کا احترام ہو گا۔

چوتھی چیز جناب والا! قانون کی نفاذ کی مشینری اس میں executive ' پولیس اور judiciary یہ تین سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں اور ان تینوں کا حال ایک سے ایک کا بدتر ہے۔ آپ خیال کیجیے کہ police reforms کا نام لیا جاتا ہے۔ لیکن police reforms کے نام پر پولیس کو executive کے اور بھی تابع کر دیا گیا ہے۔ جو حکومت میں آتا ہے اس کی پہلی ترجیح یہ ہوتی ہے کہ آئی جی ' ڈی آئی جی ' سپرنٹنڈنٹ حتیٰ کہ میرے علاقے کے تھانہ میں میرا نامزد کردہ آدمی وہاں پر ہو۔ حاصل اس سے کیا ہے ؟ آپ اگر انتظامیہ اور پولیس کو استعمال کرتے ہیں اپنے ذاتی مقاصد کے لیے تو اس سے وہ نظام تباہ ہوگا ' institution تباہ ہوگا اور اس کی ذمہ داری ہم سب پر آتی ہے۔ تھانہ کلچر والی بات آپ نے سنی ہوگی لیکن جناب والا ! آج تک ایک تھانے کو اپنے سارے مصارف خود پورے کرنے ہوتے ہیں۔ billions آپ نے دیئے ہیں police reforms کے لیے ' نئی ٹیکنالوجی آپ نے introduce کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن root cause پر آپ نہیں گئے۔ اگر تھانیدار کو اپنا خرچ پورا کرنے کے لیے مقامی لوگوں سے پیسہ لینا ہے۔ اگر افسروں کی آمد کے اوپر کھانا کھلانے کے لیے اس کو اپنے علاقے کے بااثر افراد سے مرغیاں منگانی ہوں تو انصاف کہاں ہوگا ؟ جب تک آپ تھانہ کلچر کو درست نہیں کرتے ' جب تک آپ پولیس کی ریفارمز نہیں کرتے ' ٹھیک ہے ان کی تنخواہ کا مسئلہ بھی ہے لیکن تنخواہ اصل چیز نہیں۔ یہ پورے کا پورا نظام ہے اور خاص طور پر پولیس کا انتظامیہ کا سیاسی مقاصد کے لیے استعمال اور اس میں مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ کوئی بھی حکومت اس سطح سے بلند نہیں ہوسکی کہ اس ملک میں نظام درست ہو' institution درست ہو' محض ہم اپنے مفادات' اپنی پارٹی' اپنے دوستوں' اپنے قبیلے کے لوگوں کے لیے مراعات فراہم کرنے میں لگے رہے تو جناب والا! میری نگاہ میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ صرف ان اعداد و شمار کا معاملہ نہیں ہے جو ہمارے دوست کہتے ہیں وہ بالکل relevant ہیں۔ میرے پاس بھی اعداد و شمار ہیں پیش کرسکتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہم توجہ مرکوز کریں ان بنیادی issues کی طرف اور وہ issues میری نگاہ میں عدلیہ کی بحالی' ذمہ دار افراد کی خصوصیت سے صدر مملکت' وزیراعظم' وزراء' چیف منسٹرز' ارکان پارلیمنٹ جب تک کہ یہ صحیح مثال قائم نہیں کریں گے' قانون کا احترام نہیں کریں گے دوسروں سے قانون کے احترام کی امید رکھنا عبث ہے۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میں خیال رکھوں گا۔ اسی طریقے سے جناب والا! قانون کی جو روح اور subsistence ہے supremacy of law اس کی اصلاح اور پھر مشینری کی اصلاح، جب تک یہ چاروں چیزیں نہیں ہوتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ law and order کے بارے میں اسی طرح نوحہ کرتے رہیں گے، چیخ و پکار ہوگی، حالات نہیں بدلیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ نئی حکومت اور یہ پارلیمنٹ اس بارے میں کوئی ذمہ داری ادا کریں اور ایک مثال قائم کریں۔ لیکن اب تک ۸ ہفتے میں مجھے کہنے دیجیے کہ مایوسی اور بے اعتمادی میں اضافہ ہوا ہے۔ یہ بڑی خطرناک صورتحال ہے۔ ہماری دعا تھی اور ہماری کوشش تھی اور ہے کہ coalition government کامیاب ہو۔ فوجی اقتدار اور شخصی آمریت کے مہیب سائے سے ہم نکلیں۔ ہمیں اختلاف ہے بہت سے معاملات کے اندر پیپلز پارٹی سے، مسلم لیگ (ن) سے، دوسری پارٹیاں جو حکومت میں شریک ہیں۔ لیکن ہم دل کی گہرائیوں سے یہ چاہتے ہیں کہ جمہوریت کا کاروان آگے بڑھے اور یہ حکومت collapse نہ ہو۔ لیکن نظر یہ آ رہا ہے کہ انہیں خود احساس نہیں کہ یہ کس تیزی سے اپنی goodwill کو lose کر رہے ہیں۔ مشرف صاحب نے ساڑھے آٹھ سال لیے، مجھے ڈر ہے کہ آٹھ ہفتوں میں جو توقعات ان سے وابستہ کی گئی تھیں وہ تیزی سے مندمل ہو رہی ہیں۔ خدا کے لیے ہوش کے ناخن لیجیے۔ مفادات کے چکر سے نکلیئے اور این آر او ایک قومی شرمندگی کی دستاویز ہے۔ اس کے مقابلے میں Charter of Democracy میں جو آپ نے احتساب کا اور accountability کا ایک بڑا اچھا نسخہ تجویز کیا ہے۔ اسے آپ اختیار کیجئے۔ محض ڈکٹیٹر سے یا امریکن سرٹیفکیٹ لے کرکے آپ قوم سے اعتماد حاصل نہیں کرسکتے۔ قوم کا اعتماد حاصل کرسکتے ہیں آپ قانون کی پاسداری سے، آپ خدمت سے، آپ transparency سے اور accountability کے ایسے نظام سے جس کی بنا پر سب کو اعتماد ہو کہ ہاں آپ کا victimization کیا گیا تھا آپ ملزم اور مجرم نہیں تھے۔ جب تک کہ آپ کا دامن صاف نہیں ہوگا اور vindication نہیں ہوگا۔ یہ vindication, NRO سے حاصل نہیں ہوگا۔ یہ vindication حاصل ہوگا ایک ایسے process سے جس میں لوگوں کو اعتماد ہو۔ تو یہ وہ راستہ

ہے ' ابھی بھی موقع ہے ہم اپنی دل کی گہرائیوں سے یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے یہ دوست بہتر مثال قائم کریں۔ ملک کو اس crisis سے نکالیں۔ ورنہ آپ دیکھیئے کہ اس وقت آپ تین crisis میں ایسے گھر گئے ہیں۔ پہلا crisis ہے political instability اس کی بہت بڑی وجہ political ہے۔ restoration of judiciary اس کی پہلی ضرورت ہے۔ بلاشبہ judicial constitutional reforms ضروری ہیں۔ ہم انشاء اللہ اس میں موثر کردار ادا کریں گے۔ لیکن خدا کے لیے دوبارہ لوگوں کو streets پر لاکر protest پر مجبور نہ کیجئیے۔ جس کام کو پہلے دن ہی ہو جانا چاہیے تھا اسے جلد سے جلد کیجئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کی وجہ سے economic instability ہے اور economic policies میں بھی confusion ہے۔ اس آٹھ ہفتے میں کوئی ایک بھی اچھا economic incentive نہیں لیا گیا ہے۔ بجٹ آ رہا ہے۔ ہم اچھی توقعات رکھتے ہیں۔ بالکل کھلے ذہن کے ساتھ ہم اسکو دیکھیں گے۔ لیکن economic crisis کو aggravate کرنے میں political instability, کا بھی دخل ہے۔ اور تیسری چیز جناب والا! یہ ہے کہ so called war on terror جس میں امریکہ نے ہمیں ایک شکنجے میں کس لیا ہے۔ وہ تو خود پھنسا ہوا ہے لیکن ہم اس کے دم کے ساتھ بندھے ہوئے کھنچے چلے جا رہے ہیں۔ اور جو بھی راستہ negotiations کا ' اصلاح کا ' peace کا اٹھایا جاتا ہے ۔ اُسے frustrate کرنے کے لیے اسلام آباد سے واشنگٹن تک ساری قوتیں متحرک ہو جاتی ہیں۔ اس چکر سے نکلیے ' جب تک ان تینوں crises پر آپ maturity کے ساتھ clarity اور ہمت و جرات کے ساتھ initiative نہیں لیں گے ملک دلدل سے نہیں نکلے گا۔ قانون کی بالا دستی ضروری ہے ۔ Law and order اس وقت improve ہوگا جب آپ ان اسباب کی اصلاح کی کوشش کریں گے جن کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، مولانا گل نصیب خان' موجود نہیں ہیں۔ مسٹر لیاقت علی بنگزئی۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی : نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! امن و امان کے حوالے سے کم از کم نصف دہائی سے تو میں اس ایوان میں موجود ہوں اور بار بار ہم نے

اس موضوع سخن کو اپنی تقریر کا، خطاب کا موضوع بنا کر اس ایوان کے ذریعے جو مقتدر قوتیں ہیں ان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے لیکن جناب چیئرمین! مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ مجھے پتا نہیں چلتا کہ یہاں ہمارے ملک کی روایات یا تو U turn لے چکی ہیں یا پھر جو ہمارا یا علیٰ مقتدر قوتیں ہیں انہوں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی ہے۔ پارلیمنٹ، قومی اسمبلی، سینیٹ، صوبائی اسمبلیوں میں حتیٰ کہ ضلعی کونسلیں ہیں وہاں بھی یہ موضوع ہر ایک، ڈیڑھ، دو ماہ کے بعد لایا جاتا ہے۔ ان عوامل و اسباب کا تجزیہ کرنے کی ضرورت کہ وہ کون سے عوامل و اسباب ہیں جو جرائم کی دنیا میں جرم کو مزید بڑھاوا دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! آج سے تیس، چالیس سال پہلے کی تاریخ پر اگر نظر دوڑائی جائے تو الا ما شا اللہ کبھی کسی جیب کترے کا ہم سنتے تھے یا راہ چلتے ہوئے کسی نے کوئی سو، ڈیڑھ سو، چار سو روپے کا کسی کا نقصان کیا ہوگا، چوری کیا ہوگا۔ لیکن آج تو ان چھوٹے موٹے جرائم کو ہم نے اس فہرست سے ہی نکال دیا ہے۔ اب تو پتا ہی نہیں چلتا کہ قاتل اور مقتول دونوں کے علم میں نہیں کہ قاتل کس لیے قتل کر رہا ہے اور مقتول بےچارہ جب گھر سے نکلتا ہے اس کے علم میں بھی نہیں کہ وہ کس جرم کی پاداش میں مارا گیا۔

جناب چیئرمین! جیسا کہ پروفیسر صاحب نے فرمایا ہے کہ کسی بھی معاشرے میں جان، مال اور عزت کا تحفظ حکومت کے بنیادی فرائض میں شامل ہوتا ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ ہماری حکومت کو ان سلگتے ہوئے مسائل پر سوچنے کی کبھی فرصت ملی ہے یا نہیں ملی۔ آپ یقین کریں جناب والا! ہمارے کسی فاضل رکن نے مجھے ایک واقعہ سنایا، میں اس کا چشم دید گواہ تو نہیں ہوں لیکن وہ بتا رہے تھے کہ دس دن پہلے سی بی آر کے چیئرمین عبداللہ یوسف صاحب، مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ اس قدر senior bureaucrat ایک محفل میں ناچ رہے ہیں، گانا گا رہے ہیں، dance کر رہے ہیں، جناب والا! ہمارے etiquettes کو کیا ہوا؟ ہماری روایات کو کیا ہوا؟ ہم عوام ہیں، ہم تو اپنے حاکموں کی طرف دیکھتے ہیں۔ جب ہمارے حاکموں کی یہ حالت ہے تو میری بہنیں، بیٹیاں اور بچوں کو ہم کس طرف لے جا رہے ہیں۔ جناب والا! مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ حکومت نے آج تک اس پر کوئی action بھی نہیں لیا۔ 22 Grade کے ایک senior officer اس طرح لٹک لٹک اور جھک جھک کر ایسا کوئی گانا،" مجھے

بھی ساتھ لے چل" تھا، گا رہے تھے، بہر حال بڑا افسوسناک واقعہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو میں نے تجزیہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے electronic and print media بھی جرائم کی دنیا میں ان کے ساتھ ہیں اور ان کو promote کر رہے ہیں۔ جب آپ دیکھتے ہیں کہ کہیں کوئی فحاشی کا اڈہ ہے، کوئی عریانیت کا ماڈل ہے یا کوئی walk ہو رہا ہے تو ضروری نہیں کہ آپ ہر چیز کو print and electronic media میں لائیں۔ ہماری کچھ روایات بھی ہیں۔ اگر آپ کو یہ لائسنس دیا گیا ہے، میں بڑے ادب و احترام کے ساتھ پریس گیلری والوں سے بھی گزارش کروں گا کہ ایسی چیزوں کو خدا را! کم از کم آپ اس طرح نہ دکھائیں کہ ہم اپنے بچوں کے ساتھ یہ چیزیں دیکھیں۔ ٹھیک ہے! یہ حقائق ہیں اس وقت پاکستان میں یہ واقعات ہو رہے ہیں لیکن ضروری نہیں ہے کہ آپ ہر واقعہ کو ہماری چاردیواری کے اندر بھی ہمیں دکھا دیں۔ وہ جیسا بھی کر رہے تھے آپ ان کو چھوڑیں وہ ان کی ذمہ داری ہے لیکن اس طرح ہماری چاردیواریوں کے اندر وائرس کی طرح اس کو پھیلانا مناسب نہیں لہٰذا میں ان کو بھی برابر کا ذمہ دار سمجھتا ہوں۔

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ شراب، شباب اور کباب کی محفلیں اس طرح دکھانا اور ان میں senior bureaucrats کا شامل ہونا، میرے اپنے حوالے سے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔

تیسری اہم بات یہ ہے کہ گزشتہ آٹھ سال سے ہم مسلسل چیخ رہے تھے کہ اس طرف والے حزب اقتدار میں تھے تو ان کے دور میں کیا کیا برائیاں ہوئیں، مہنگائی ہوئی، امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوا، کئی ایک دوسرے مسائل پیدا ہوئے لیکن اب ہمیں بھی تین مہینے ہو گئے ہیں۔ اب عوام کو کم از کم کچھ نظر آنا چاہیے کہ واقعی کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ جناب والا! بحیثیت ایک پارلیمنٹ رکن کے آج تک، سو دن گزر گئے، مجھے بھی کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی۔ وہی جو پرانی بے ڈھنگی چال تھی سو اب بھی ہے۔

جناب والا! میں مختصر بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے قائد ایوان یہاں موجود ہیں کاش! ہمارے وزیر اعظم صاحب بھی یہاں موجود ہوتے تاکہ میں ان کو کچھ اور باتیں بھی بتا دیتا کہ وزیر اعظم صاحب اگر آپ وہی پرانی پالیسیاں ہی جاری و ساری رکھ رہے ہیں تو عوام کی

امیدیں مایوسی میں بدل جائیں گی اور جب مایوسی پیدا ہوگی تو اس کے بعد جرائم کی ایک نئی فہرست جنم لے گی۔ جناب والا! میں قائد ایوان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ ہمارے ان جذبات کو وزیر اعظم صاحب تک پہنچا دیں اور اس کے علاوہ میں اپنے دوستوں کو بھی وقت دینا چاہتا ہوں وما علینا الا البلاغ۔

جناب چیئرمین ، شکریہ ،مسٹر نعیم حسین چٹھہ۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب محترم چیئرمین صاحب! بہت شکریہ' آج کل کئی دنوں سے اس معزز ایوان میں امن عامہ کی صورت حال جو اس وقت ملک کے اندر prevail کر رہی ہے' زیر بحث ہے۔یقیناً یہ ایک بہت بڑا اور اہم مسئلہ ہے جو روز ازل سے لے کر آج تک ہے اور آگے بھی رہے گا اورمیرے خیال میں یہ ہر بنیادی ضرورت سے زیادہ اہم ہے۔ کسی کی عزت' انا' مال' گھر بار کا تحفظ' روٹی کپڑے اور مکان سے زیادہ اہم ہے۔ اگر ایک آدمی کا گھر لٹ جائے' اس کی بے عزتی ہو جائےتو وہ کسی حکومت' خاندان' معاشرے کا وفادار نہیں رہتا۔ اس کے لیے تو قیامت ہی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ چونکہ اتنا زیادہ ضروری ہے اور حکومتیں ہمیشہ بڑی کوششیں کرتی آئی ہیں لیکن جیسا کہ میرے بھائی نے کہا کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی' بات ٹھیک ہے کہ آج کل دیہاتوں میں اور خاص طور پر پنجاب میں ' اتنی زیادہ آبادی ہونے کے ساتھ ساتھ' ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں بعد از نماز مغرب آپ نہیں جا سکتے۔ راستے میں highway robberies ہوتی ہیں' لٹیرے ہوتے ہیں' کسی کے پاس سائیکل ہے وہ چھین لی' کسی کی گھڑی لے لی' تو جناب والا! ایک بڑی گھمبیرصورت حال سے ہم دو چار ہیں اور خاص طور پر یہ جتنے بھی واقعات ہوتے ہیں' شہروں میں دیکھ لیں جہاں اتنی forces ہیں اتنے زیادہ حکومت کے کارندے ہوتے ہیں اور اتنی زیادہ authority بیٹھی ہے۔ ساری اخباریں ڈاکوں' زیادتیوں' ظلم اور بے عزتی کے کیسوں سے بھری پڑی ہیں۔ لیکن آج تک یہ کبھی نہیں آیا کہ فلاں جگہ پر ملزمان کو پکڑ لیا گیا ہے اور پھر ملزمان کو سزا دی گئی ہے یا کوئی سراغ مل گیا ہے۔ دوسرے دن پھر یہی ہوتا ہے کہ ساتھ والے گھر میں پھر اسی طرح ہوتا ہے۔ اس کی وجوہات کیا ہیں اور آج تو بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کراچی میں یا کئی شہروں میں

یہ بھی ہوا ہے کہ ڈاکوؤں اور ظالموں کو پکڑ کر ان پر خود پٹرول ڈالا اور جلا دیا۔ جو کہ نہایت افسوسناک اور تشویشناک trend ہے، لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ لوگ کیا کریں۔ آخر جب پکڑ کرکوئی پولیس کو یا law enforcing authority کو کوئی بندہ دیتے ہیں تو وہ بھی پیسے دے کرتیسرے چوتھے دن رہا ہو جاتا ہے یا ضمانت ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک عدم اعتماد ہے قانون نافذ کرنے والے اداروں پر، عدالتوں پر، ثالثوں پر اور قوانین پر۔ یہ ٹھیک ہے کہ دہشت گردی کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ جب شروع سے ہم یہ دیکھتے تھے کہ 9/11 کے واقعہ سے بہت پہلے افغانستان میں جو جنگ ہوئی، جتنا ظلم وہاں ہوا ہے، دہشت گردی ہوئی، پھر اس کے اثرات باہر بھی آئے۔ ہمارے بے قصور اور غریب لوگ جو اپنے گھر کے باہر صحن میں سوئے ہوتے تھے، گلیوں میں سوئے ہوتے تھے ایک تھوڑا گروپ ہوتا تھا وہ ان کے سروں کو چیر کر چلے جاتے تھے۔ اور ان کا بھی کوئی خاص پتا نہیں ہوتا تھا کہ کہاں سے وہ نازل ہوئے اور کہاں وہ غائب ہو گئے ؟ ان کے متعلق بھی کوئی سراغ نہیں ملتا تھا۔ تو اب میں سمجھتا ہوں کہ 9/11 کے بعد یہ درست ہے کہ اس شعبے نے بہت ترقی کی۔ افغانستان میں جتنا ظلم ہو رہا ہے اور اس سے پہلے کشمیر میں جتنا ہو رہا ہے، اس طرح فلسطین میں ہو رہا ہے، بہت ساری جگہوں پر یہ دہشت گردی کی جنگ کو روکنے کے لیے مقدس فریضہ سمجھا جا رہا ہے کہ یہ انسانی حقوق کی پامالی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب سے ہم اسے crash کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، جب سے ان کا تصادم ہوتا جا رہا ہے بلکہ یوں بڑھتا جا رہا ہے۔ اسی طرح جیسے ہمارے باجوڑ، میران شاہ اور فاٹا کے علاقوں میں جو کچھ ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بجائے اس کے کہ دہشت گردی ختم ہو، دہشت گردی بڑھ رہی ہے۔ اب حکومت ٹھیک لائن پر ہے۔ گو ان کے اس راستے میں دشواریاں بہت ہیں کہ جی آپ طالبان سے بات چیت نہ کریں اور آپ فلاں سے نہیں کریں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ حکومت وقت کے ساتھ تعاون کے باوجود اور اتنی سپر پاور اور دوسری ساری یورپین طاقتیں پیسہ بھی لگا رہی ہیں اور اپنی فوج بھی بھیج رہی ہیں۔ لیکن رتی بھر کوئی اثر نہیں ہوا سوائے اس کے کہ غریب، معصوم اور بے قصور لوگ مارے جا رہے ہیں اور دن بدن ان کے خاندان بے چارے تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔

اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں یا ارباب اختیار کو وہ چیزیں دیکھنا ہوں گی اور ان

چیزوں کو address کرنا ہوگا کہ یہ کیوں ہوتا ہے ؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی وجہ قانون کی عملداری نہیں ہے اور قانون کی عملداری کیوں نہیں ہے' وہ میں سمجھتا ہوں کہ بدنیتی' رشوت اور اس قسم کی چیزیں ہیں۔ کوئی بھی مجرم سزا نہیں پاتا۔ جو شریف بندے غنڈہ گردی نہیں کر سکتے یا جن کے پاس اس قسم کے ہتھیار نہیں ہوتے وہ بے چارے پسے جا رہے ہیں لیکن ان کے پاس کوئی علاج نہیں ہے اور ان کا کوئی مداوا بھی نہیں ہے اور ان کے بارے میں کوئی سوچنے سمجھنے والا بندہ بھی نہیں ہے۔ ایک تو سکون' اطمینان اور یہ سارا کچھ غارت ہو رہا ہے اور ظالم اور جابر لوگوں کو قانون کا کوئی خوف نہیں ہے اور عدالت سے کوئی ڈرتا نہیں ہے۔ پولیس جسے محافظ قوم کہتے ہیں' کوئی جرم ہو تو پھر ان کو رشوت ملتی ہے۔ تو یہ ایک دلدل سی بن گئی ہے جس میں ہم پھنسے جا رہے ہیں۔ اور اس کا بظاہر کوئی علاج نظر نہیں آتا۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صورتحال جو ساری ہے' کسی بہت بڑے انقلاب کی پیش خیمہ ہے یا ہم ہر لحاظ سے بدنیتی میں' law and order کی situation کو control کرنے میں' رشوت میں اور اس قسم کی چیزوں میں ہم آخری حد تک پہنچ گئے ہیں۔ جوکہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی مذہب میں بھی جائز نہیں ہے' لیکن خاص طور پر اسلام تو اس بات کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے اور اس کے تدارک کا سامان بنا ہوا ہے کہ آپ نے کس طرح اس کو سزا دینی ہے اور کیا گواہ ہوگا۔ تو اس لحاظ سے ہمیں اس کی عملداری پر اور اس پر عمل کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہیے۔ وہ جو ایسے اڈے یا ایسے بندے جو قبضہ گروپ بنے ہوئے ہیں یا جن کے پاس اس قسم کی فوج ہے جو کرائے پر دیتے ہیں اور چیزیں لیتے ہیں کہ مجھے یہ دے دو' میں یہ کروا دوں گا وہ کروا دوں گا۔ سارا کچھ پولیس کی مرضی سے ہو رہا ہے۔ سارے اڈے چل رہے ہیں۔

اس طرح حکومت بھی یہ دیکھے کہ الیکشن ہوا' بڑا ہی اچھا public کا فیصلہ آیا۔ قائد اعظم ہمیشہ فرماتے تھے کہ public کا فیصلہ کبھی غلط نہیں ہوتا۔ جب بھی کبھی ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ بڑا ہی اچھا انہوں نے فیصلہ دیا۔ ان لوگوں کو جو دہشت گردی پھیلاتے ہیں یا امریکہ کا آلہ کار بنتے ہیں یا امریکہ نواز بنتے ہیں۔ ان ساروں کو reject کر دیا گیا۔ ایسے لوگوں کو قوت دی اور ایسے لوگوں کی بات مانی اور ان کو ووٹوں کے ذریعے برسر اقتدار لایا جو اس سے نفرت کرتے تھے' جو یہ سمجھتے ہیں کہ قانون کی عملداری ہونی چاہیے۔ Rule of law ہونا چاہیے اور یہاں

انصاف ہونا چاہیے۔ غریبوں کے سارے وسائل ان کی دسترس میں ہونے چاہییں اور ان کی ساری access میں ہونے چاہییں۔ جو محنت کرتا ہے اور آگے جاتا ہے اس کو حاصل ہونا چاہیے لیکن یہاں کچھ عجیب سا سسٹم ہے کہ امیر بندہ امیر تر ہوتا جا رہا ہے۔ غریب' غریب تر ہوتا جا رہا ہے اور مظلوم' مظلوم تر ہوتا رہا ہے۔ ظالم مزید قوت حاصل کرتا جا رہا ہے' لیکن کوئی اس کا مداوا' کوئیاس کا سدباب اور کوئی اس کا تدارک نہیں ہے۔ حالانکہ ہمارا ملک government level پر اگر آپ دیکھیں تو جتنے بڑے بڑے آدمی ہیں وہ بہت بڑے بڑے قرضے لیتے ہیں اور وہ معاف ہو رہے ہیں۔ غریب آدمی جس نے تھوڑے تھوڑے لیے ہیں کسی پولٹری فارم کے لیے۔ مجھے ذاتی طور پر تجربہ ہے کہ ایک بندے بے چارے نے تھوڑا سا قرضہ میرا خیال ہے کہ دو اڑھائی لاکھ لیا پولٹری فارم چلانے کے لیے۔ اس نے دریائے راوی کے کنارے اپنی جگہ لے کر وہاں بنا دیا۔ ایک دفعہ طغیانی آئی تو اس بے چارے کا وہ سب کچھ چلا گیا۔ یہ آج کی نہیں 1990-91 کی بات ہے۔ تو میں نے بڑی کوشش کی اور ہر بندے نے اس کے لیے کوشش کی لیکن میں اس کے لیے دو اڑھائی لاکھ روپے معاف نہیں کروا سکا۔ لیکن اخباروں میں جب پڑھتے ہیں' کروڑوں اور اربوں میں معافی ہوتی ہے اور جن کے پاس سب کچھ ہوتا ہے' کارخانہ دار ہیں اور سرمایہ دار ہیں ان لوگوں کو معافی ملتی ہے۔

تو اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو NRO کا استعمال ہوا اس کو بھی قوم بڑی مشکوک نظروں سے دیکھتی ہے' لیکن بے بس ہے اور کیا کرے ؟ تو اس لحاظ سے اگر یہ قومی مفاہمت اسی طرح ہے کہ لٹ لٹا کر اور پھر اس کے لیے مفاہمت کرکے اسے معاف کر دیا جائے اور اس کے خلاف کیسوں کو واپس لے لیں۔ پھر وہ نئے سرے سے شروع کرلیں تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً ہم ایک بہت بڑے انقلاب کو اور ایک بڑی مصیبت کو دعوت دینے والے ہیں۔ حالانکہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جسے بہت خوش بختی دیتے ہیں اس کو زراعت دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ زراعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر زرعی ملک ساری دنیا سے cut off ہو جائے تو کسی کا محتاج نہیں ہوتا اور اس کی زندگی پھر بھی باعزت اور بڑی خوش نصیبی کے ساتھ اور بڑے امن میں گزرتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم زراعت پر بھی انحصار نہیں کرتے اور زراعت جو پیدا کرتے ہیں۔ آج کل میرے خیال میں

3600 کی fertilizer کا ایک بیگ ہے۔ تو زمیندار اس کو کھیت میں کیسے ڈالے گا؟ اسی طرح energy کی کمی کی وجہ سے ٹیوب ویل ایک گھنٹہ چلتا ہے اور دوسرا گھنٹہ بند ہو جاتا ہے۔ تو وہ کس طرح .paddy اور paddy ایک ایسی فصل ہے آج کل جس نے بے شمار قسم کا foreign exchange ملک کو دیا ہے۔ تو وہ آج کل grow کر رہی ہے تین چار ضلعوں میں۔ شیخوپورہ، لاہور، گوجرانوالا، سیالکوٹ اور قصور ہے۔ لیکن وہاں پر بھی load shedding اسی طرح ہے کہ وہاں پانی کوئی نہیں ہے۔ اگر پانی آئے تو energy اتنی مہنگی ہے کہ وہ بے چارے زراعت کو پانی بھی نہیں دے سکتے۔ اگر گندم کی قیمت 600 روپے ہو جائے تو آہ و بکا شروع ہو جاتی ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ شہر کا low paid یا low salaried ہے یا مزدور ہے وہ بے چارہ مہنگی گندم اور چاول نہیں خرید سکتا۔ اس کا بھی ضرور کوئی بندوبست ہونا چاہیے کہ کسی یوٹیلٹی سٹور یا کسی ڈپو سے سستے کارڈ کے مطابق اسے 200 روپے من آٹا یا 300 روپے من چاول مل جائیں کیونکہ یہ بنیادی ضرورت ہے اور یہ خدا کی طرف سے حکومت کا ایک فریضہ ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک بھوکا کتا دریائے فرات کے کنارے مر جائے تو ذمہ داری حاکم وقت کی ہے۔ لہٰذا جناب والا! اس analogy سے، ان اصولوں کے مطابق اگر دیکھا جائے تو یہ بہت اہم فریضہ ہے۔ اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت جو کہتی ہے کہ پچھلی حکومت نے ورثے میں دیا ہے، ٹھیک ہے ورثے میں دی ہیں، اس وقت وہ control کرتے تھے لیکن جتنی باتیں ہوتی ہیں یا جتنی ان کی بدنامی کی جاتی ہے، اس وقت نہیں تھی حالانکہ یہ پچھلے چھ یا آٹھ سال سے ہم بھی دیکھ رہے ہیں------

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ، کہ پچھلے آٹھ سالوں میں ڈالر 60 روپے پر مستحکم رہا۔ اسی طرح آپ کی stock exchange بھی ٹھیک رہی۔ گندم بھی ٹھیک رہی لیکن یہ درست ہے کہ مختلف تضادات، مختلف مخالفتوں کی بنا پر energy کی generation نہیں ہوئی جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ملک کی بقاء کے لیے، ملک کے مستقبل کے لیے بہت ضروری چیز ہے لیکن اپنے اقتدار کو طوالت دینے کے لیے وہ ایک national issue کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے اور خاص طور پر بڑی

ڈھٹائی سے کہہ دیا جاتا ہے کہ ہم کوئی ڈیم نہیں بنائیں گے، خاص طور پر کالا باغ ڈیم نہیں بنائیں گے جو کہ فطری اور natural ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ ڈیم خداداد ہے، بڑے تھوڑے سے خرچ میں، بڑے تھوڑے سے وقت میں، بڑی تھوڑی سی محنت کے ساتھ چار، پانچ ہزار میگا واٹ بجلی روپوں میں نہیں بلکہ پیسوں میں فی یونٹ produce کر سکتا ہے اور اپنی production کی cost بھی واپس کرتا ہے۔ اتنا golden project ہے اور یہ سیاست کی نذر ہوا ہے لیکن حکومت نے صرف اپنے اقتدار کی طوالت کے لیے اس سے مفاہمت کر لی اور یہ نہیں سوچا کہ یہ پاکستان کی بقاء کا مسئلہ ہے، خوشحالی کا مسئلہ ہے، مستقبل کا مسئلہ ہے لیکن اس پر وہ مفاہمت کر لیتے ہیں کہ جی! ٹھیک ہے اگر یہ خاموش رہیں گے تو میں حکومت میں بیٹھا رہوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک کے ساتھ غداری کے مترادف ہے۔ ایسی مفاہمت نہیں ہونی چاہیے۔ جو کچھ national interest میں ہے اسے ہونا چاہیے، چاہے اس سے اقتدار رہے یا نہ رہے۔ This is the Islamic اصول، this is the سیاسی اصول، this is the ملکی اصول۔ بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ بھاشا ڈیم بنائیں۔ بھاشا ڈیم کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ وہ feasible نہیں ہے اور وہ صرف ------

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ، وہ صرف glacier سے پانی لیتا ہے۔ برف دو مہینوں میں پگھل جاتی ہے اور بعد میں برسات کا پانی وہ نہیں لیتا۔ جب وہاں برسات کا پانی ہوتا نہیں تو وہ store کیسے کرے گا۔ Catchment کا پانی تو تربیلہ لے گا یا کالا باغ لے گا یا کرڑی لے گا یا منڈا لے گا۔ یہاں ڈیم بناتے نہیں ہیں۔ لہٰذا بجلی کے بغیر جس طرح crisis آیا ہوا ہے، بجلی جس طرح زندگی کو متاثر کر رہی ہے، ہماری زندگی میں داخل ہو چکی ہے کہ کوئی چیز، کوئی گھر، کوئی فیملی، کوئی کٹیا بجلی کے بغیر چل نہیں سکتی۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا بنیادی اور پہلا فریضہ یہ ہے law and order کو ٹھیک کرنے کے لیے، غربت اور بیروزگاری کو مٹانے کے لیے کہ ہمیں بنیادی وجوہات کو address کرنا ہوگا۔ غربت اور بیروزگاری میں اضافے میں energy crisis سب سے زیادہ role ادا کر رہا ہے۔ چاہے وہ petroleum کی ہو چاہے بجلی کی ہو۔ ٹھیک ہے کہ ہمارے petroleum control

میں نہیں ہے لیکن بجلی تو ہم پیدا کر سکتے ہیں۔ کتنی بدنصیبی ہے کہ ہمارا ملک اتنا زرخیز اور زرعی ہونے کے ساتھ ساتھ، اتنا self-sufficient ہونے کے باوجود ہم ہر چیز کے محتاج ہیں۔ ہم manufacturing کی بجائے trading ملک بنتے جا رہے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی چیز جس پر پاکستان کی حکومت اور پاکستان کے ارباب اختیار کو کام کرنا چاہیے وہ بجلی کی generation ہے اور industry کی ترقی ہے۔ ہماری اتنی اچھی textile industry ہے جو اب تباہ ہوتی جا رہی ہے۔ ہماری ساری فیکٹریاں بند ہوتی جا رہی ہیں اور وہاں کے سارے مزدور فارغ اور بیروزگار ہوتے جا رہے ہیں۔ لہٰذا یہ سارے کا سارا جناب والا! حکومت کا فریضہ ہے جسے فوری طور پر، ہنگامی طور پر لینا ہو گا۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا ملک اتنا اچھا ہے کہ اگر تھوڑی سی محنت اور کی جائے جبکہ ہماری قوم بھی بہت محنتی ہے، جتنی intelligent ہے، جتنی وفادار ہے، اس کو اگر کام پر لگایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان بحرانوں پر قابو نہ پا سکیں۔ قوم نے اس قسم کا mandate بھی دیا اور اس mandate کا احترام کرتے ہوئے ہمیں ان کی مصیبتوں کا مداوا کرنا چاہیے اور ابھی تک میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے پاس کوئی policy یا plan سامنے نہیں ہے جس کے تحت ان چیزوں کو address کیا جا سکے۔ ایسی ویسی باتوں میں وقت ضائع ہو رہا ہے۔ چار مہینے ہو گئے ہیں------

جناب چیئرمین، جی وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ، اس لحاظ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تھوڑا سا بھی اگر غور کیا جائے یا عمل کیا جائے تو یہ ملک تھوڑی سی محنت کے ساتھ جنت نظیر بن سکتا ہے اور self-sufficient ہو سکتا ہے اور ہم باعزت زندگی گزار سکتے ہیں۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور اجازت چاہوں گا۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جناب عبدالرشید۔ مولانا راحت حسین۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔(عربی) شکریہ جناب چیئرمین! آج ملک میں امن و امان کے حوالے سے معزز اراکین نے تفصیل سے بات کی۔ جناب

چیئرمین! امن و امان ہر معاشرے کے لیے خواہ معاشرہ کسی بھی طبقہ پر مشتمل ہو، ان کے سسٹم اور نظام کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ جناب چیئرمین! اللہ رب العالمین نے امن و امان کے حوالے سے جو تعلیمات دی ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امن و امان کے حوالے سے جو ارشادات فرمائے اور پھر اپنی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امن و امان کا ایک نمونہ پیش کیا۔ پیغمبر علیہ السلام حاکم بھی تھے، امام بھی تھے، قاضی بھی تھے اور اپنے دور کے مجاہد بھی تھے۔

جناب چیئرمین! ملک کے سارے نظام میں جتنی بھی بدحالی آتی ہے وہ امن و امان کی وجہ سے آتی ہے۔ جس معاشرے اور ملک میں امن و امان نہ ہو، وہاں ذہنیت منتشر ہوا کرتی ہے۔ اذہان پر ایک تشویش ہوا کرتی ہے۔ جس ملک کے اندر امن و امان نہ ہو، بیرونی دنیا کے بھی سرمایہ دار اور سرمایہ لگانے والے لوگ اس مملکت اور اس ملک کا رخ نہیں کرتے۔ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ جس ملک کے اندر نظام کی حکمرانی نہ ہو، جس ملک کے اندر قانون کی حکمرانی نہ ہو، امتیازی اور طبقاتی نظام ہو تو اس ملک کے اندر یہ توقع رکھنا کہ یہاں پر معیشت اور اقتصادی نظام یا ملک کا سیاسی نظام ٹھیک طرف جائے گا یہ خام خیالی ہے۔

جناب چیئرمین! اللہ رب العالمین نے قرآن کریم میں یہ فرمایا (عربی) آپ اللہ رب العالمین کی حاکمیت کو تسلیم کر لیں، حاکمیت تسلیم کرنے کے بعد، اللہ رب العالمین دو چیزوں کی ضمانت دیتا ہے، ایک امن اور ایک خوشحالی۔ اللہ رب العالمین نے یہ فرمایا کہ جو کوئی ان چیزوں کی ضمانت نہیں دیتا، اللہ رب العالمین کی حاکمیت کو تسلیم نہیں کرتا یا اللہ رب العالمین کے نظام عدل کو، حاکمیت کو قائم رکھنے لیے، قائم کرنے کے لیے جدوجہد اور کوشش نہیں کرتا تو اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ (عربی) میں اس معاشرے کو جو اللہ رب العالمین کے نظام سے پہلو تہی کرتا ہے دو چیزوں کا عذاب دیتا ہوں، دو عذاب ہیں (عربی) اس میں فراوانی کی بجائے، خوشحالی کی بجائے بدحالی ہو گی۔ امن کی بجائے خوف ہو گا، بدامنی ہو گی۔

جناب چیئرمین! اللہ رب العالمین نے کسی معاشرے کو سدھارنے کے لیے، اس کو ٹھیک کرنے کے لیے اپنی طرف سے کچھ قوانین نازل فرمائے ہیں اور پیغمبر علیہ السلام نے ان قوانین کی اپنے دور میں تنفیذ کی ہے۔ قوانین اور تعزیرات کسی معاشرے کو سیدھا کرنے لیے

نافذ العمل ہوا کرتے ہیں۔

(عربی) اغوا کنندگان کے لیے، ڈکیتوں اور راہزنوں کے لیے، فساد پھیلانے والوں کے لیے، مسلمان معاشرے کے اندر یا کسی بھی معاشرے میں، فساد برپا کرنے والوں کے لیے اللہ رب العالمین نے فرمایا۔

(عربی)

یقیناً ان لوگوں کے لیے بدلہ یہ ہے، سزا یہ ہے جو اللہ رب العالمین کے ساتھ جھگڑتے ہیں، جو اللہ رب العالمین کے رسول کے ساتھ جھگڑتے ہیں (عربی) جو رہزن قسم کے لوگ ہیں، ڈاکو اور قاتل قسم کے لوگ ہیں اللہ رب العالمین نے فرمایا ان کے لیے سزا یہ ہے کہ اگر اس نے ڈاکے کے ساتھ ساتھ اغوا کے ساتھ ساتھ، راہزنی کے ساتھ ساتھ کسی بندے کو قتل بھی کیا ہو تو اس کو قتل کیا جائے۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ اگر اس نے اس سے بھی برا اقدام کیا ہو (عربی) پھر اس کو قتل کرنے بعد اس کو سولی پر لٹکایا جائے تاکہ نشان عبرت ہو جائے۔ ساری دنیا اس کو دیکھ لے کہ یہ وہ ڈاکو ہے جو مسلمانوں کے اندر امن خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ رب العالمین کی زمین پر فساد اور فساد کے معنی ہیں، میں آپ کے دو تین منٹ لے لوں گا۔ فساد کے معنی عبداللہ ابن عباس جو پیغمبر علیہ السلام کے چچا زاد بھائی ہیں انہوں نے یوں فرمائے ہیں کہ فساد، ایک طاغوتی نظام کو کہا جاتا ہے۔ فساد، شرک اور بدعت کو کہا جاتا ہے۔ فساد، اللہ رب العالمین کے قوانین کے علاوہ کسی اور قانون کو develop کرنے کے لیے، اس کی تنفیذ کرنے کو کہا جاتا ہے۔ جناب والا! اللہ رب العالمین نے مفسدین کے لیے فرمایا

(عربی)

جو آپ کو دنیا کے اندر فساد نظر آ رہا ہے، سمندر کے اندر، دریاؤں کے اندر، زمین کے اندر،

(عربی)

یہ آپ لوگوں کے اپنے کیے کرائے کے نتائج ہیں جو سامنے آ رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ ڈکیتی کرنے والوں کے لیے، راہزنوں کے لیے، اللہ رب العالمین کے باغی قسم کے لوگوں کے لیے

(عربی)

ان کے لیے یہی قانون ہے کہ جو ڈاکو کو پکڑے تو اللہ رب العالمین کے نظام کو اس پر لاگو کیا جائے۔ جس طرح ہمارے پروفیسر خورشید صاحب نے پیغمبر علیہ السلام کی ایک حدیث کا ذکر فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک سفارش ہوئی کہ فلاں خاتون جو ایک royal family سے تعلق رکھتی ہے اس نے چوری کی ہے لہذا اس کی سزا معاف کی جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم، اس ذات کی قسم جس نے محمد کو سچا نبی دنیا میں مبعوث فرمایا، اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو اس کو ضرور سزا ملے گی۔ دین کے معاملے میں کسی کی سفارش نہیں ہونی چاہیے۔ آپ کوئی ڈاکہ ڈال لیں، کوئی اغوا کر لیں، کوئی رشوت لے لیں، کوئی ظلم کر لیں تو اس کے اندر بہت زیادہ لوگ سفارشی بن جاتے ہیں۔ پولیٹیکل لوگ بھی آتے ہیں، فوجی لوگ بھی آتے ہیں، اور لوگ بھی آتے ہیں تو اس کی سفارش کر کے اس کو جیل سے بھی نکال لیتے ہیں۔ اس کو سزا نہیں ملتی۔

(عربی)

اللہ رب العالمین نے یوں فرمایا کہ اگر اپنے والد کے اوپر بھی شہادت آ جائے تو آپ اپنے والد کے اوپر بھی شہادت دیں کہ اس نے یہ کام غلط کیا ہے تب معاشرہ ٹھیک ہوگا، تب امن قائم ہوگا، تب ملک کے اندر سکون آجائے گا، امن آجائے گا۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا (عربی) جو مسلسل ڈاکے ڈالتے ہیں، راہزن ہیں، چور ہیں، ڈاکو ہیں، قاتل ہیں اور اغوا کار ہیں، مختلف قسم کے جرائم میں ملوث ہیں تو اللہ رب العالمین نے سزا یوں فرمائی کہ ان کے ہاتھ اور پاؤں کو کاٹ دیا جائے۔ یہ ہم نے نہیں کہا، یہ اللہ رب العالمین کا فرمان ہے۔ جب ہم قرآن کریم کی آیات سناتے ہیں، قرآن کریم کے قوانین سناتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو چودہ سو سال پرانی باتیں آپ کر رہے ہیں۔

اللہ رب العالمین کے نظام کو ہمارا یہ معاشرہ جو اپنے آپ کو روشن خیال سمجھتا ہے، وہ اللہ رب العالمین کے نظام کو اس انداز سے دیکھتا ہے کہ یہ تو وحشیانہ نظام ہے۔ بشری حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ ڈاکہ ڈالنا، کسی کی عزت لوٹنا، کسی کے گھر میں داخل ہونا، کیا یہ بشری حق ہے؟ اگر کوئی یہ اقدام کرے تو پھر اس کو وہی سزا ملنی چاہیے تاکہ دنیا جان لے کہ اسلام ایک نظام عدل قائم کرنا چاہتا ہے۔ اللہ رب العالمین کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی معاشرے، کسی ملک، کسی گھر، کسی نفس میں اگر ایک بھی اللہ رب العالمین کا حکم نافذ العمل ہو

جائے تو چالیس دن تک رحمت کی بارش ہوا کرتی ہے۔ اللہ رب العالمین برکتیں نازل فرماتے ہیں۔ ہم نے اللہ رب العالمین کو ناراض کیا ہے۔ ہم نے اللہ رب العالمین کے دین کو چھوڑ کر کسی اور نظام کو اپنے اوپر لاگو کر لیا ہے، سوشلزم، کمیونزم، سرمایہ دارانہ نظام، کارل مارکس، لینن اور سٹالن جیسے لوگوں کے فلسفے کو ہم نے اٹھایا ہے جو غیر فطری نظام ہے، جو آفاقی نظام نہیں ہے۔

(عربی)

اللہ رب العالمین نے دنیا کو ایک فطری نظام دیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے، جس پر ہم سب کا ایمان ہے۔ اگر ہم ایک اللہ پر ایمان رکھتے، قرآن کو صحیح سمجھتے، اس پر ایمان رکھتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور کتابوں کو مانتے ہیں تو پھر اس کے اندر جو لکھا گیا ہے اس کو کیوں نہیں مانتے۔ ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اس ملک کے اندر قانون کی حکمرانی ہو۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا۔

(عربی)

اگر پھر بھی کوئی ایسا بندہ ہو جو ملک کے اندر فساد پھیلائے، اس کا گروہ ہو تو اس کو ملک بدر کیا جائے تاکہ فساد کی جڑ ختم ہو جائے۔

جناب چیئرمین! ہمارے ملک کے آئین، ہمارے ملک کے دستور، ہمارے ملک کے قانون جس پر چودہ کروڑ عوام کا میثاق ہے، اس میں ہماری جتنی بھی سیاسی پارٹیاں ہیں ان سب کے دستخط موجود ہیں، ساری سیاسی جماعتوں نے خواہ وہ مذہبی ہوں، وہ سیاسی ہوں، خواہ وہ جتنی بھی پارٹیاں ہوں انہوں نے اس پر دستخط کیے ہیں کہ اس ملک کا آئین، اس ملک کا نظام، اس ملک کا مملکتی مذہب اسلام ہوگا۔ قرآن و سنت اس ملک کا بالاتر نظام ہوگا۔ ایک نظریہ کے تحت اس ملک کو حاصل کیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! میری سارے ہاؤس سے درخواست ہے کہ خدا کے لیے اللہ رب العالمین اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر، اس کا لحاظ رکھتے ہوئے سارے اختلافات ختم کر کے، پارٹیوں کے اندر اختلافات ہوا کرتے ہیں لیکن اللہ کے دین کے حوالے سے کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیے، سب اکٹھے ہو جائیں تاکہ اس ملک میں خلافت الہیہ ہو، اللہ رب العالمین کا نظام ہو کیونکہ ہمیں قیامت کے دن اللہ کے سامنے بھی پیش ہونا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی پیش ہونا ہے۔ ہم یہ چاہ رہے ہیں اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

شفاعت کے امیدوار ہیں، اگر ہم اپنے اندر انفرادی اور اجتماعی حوالے سے اللہ رب العالمین کے نظام کو نافذ کریں گے تو یہ ملک امن کا گہوارہ ہو گا۔ اس ملک کے اندر فراوانی ہوگی۔ میں آخر میں آپ کے سامنے یہ رکھ رہا ہوں کہ اللہ رب العالمین نے فرمایا۔

(عربی)

کہ امتحانات آپ لوگوں کے اوپر مختلف شکلوں میں آئیں گے، نفس کی شکلوں میں، ثمرات کی شکلوں میں، فراوانی اور مال کی شکلوں میں، اس وقت صابرین

(عربی)

جو اللہ کے دین پر ثابت قدم رہے، ان کے لیے اللہ رب العالمین نے بشارت دی ہے۔ ہمارا ایک مستقبل ہے، ہماری ایک زندگی ہے، ہمیں اللہ رب العالمین کے سامنے جانا ہے۔ اس ملک، اس دین کے لیے ہمیں قربانی دینی ہے۔ اس ملک کو بچانا ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ سے آخر میں یہ بات کہوں گا کہ اس ملک کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں۔ اس ملک کی فیڈریشن کو ختم کرنے کے لیے مختلف حربے استعمال ہو رہے ہیں۔ اس ملک کو توڑنے کے لیے، اس ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیے کچھ لوگ ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! اگر ہم اکٹھے نہیں ہوئے تو یہ ملک بھی نہیں رہے گا۔ خدا نہ کرے یہ ملک ٹوٹ جائے۔ ہم اس ملک کے استحکام کے لیے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہیں اور انشاء اللہ العزیز اس ملک کے اندر اللہ کا نظام ہوگا۔ اس ملک کے اندر خوشحالی ہوگی، اس ملک کے اندر فراوانی ہوگی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر محمد علی بروہی۔ ڈاکٹر محمد ساعد۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر محمد علی بروہی، نہیں ہیں۔ ڈاکٹر محمد ساعد۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساعد: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں Law and Order کے حوالے سے آپ کی توجہ ایک نہایت اہم موضوع کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں and Mr. Chairman, it is about the safety and security of one of our national heroes. It is about his dignity and honour.

Mr. Chairman! nuclear technology is not something that you can purchase from the open market. Nuclear technology is not something that you can acquire from the open market. Nuclear technology has to be created by your ownself within our own country.

اور اس سلسلے میں جناب چیئرمین! جناب ڈاکٹر عبدالقدیر کی خدمات ناقابل فراموش ہیں-

He collected a team of dedicated scientists and technologists. He created nuclear equipment within his own laboratory. He had a key role, a very important role in making Pakistan the first nuclear state in the muslim world.

جناب چیئرمین! یہ بہت افسوس کا مقام ہے اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے ساتھ ہم نے جو سلوک کیا ہے، جو ناروا سلوک کیا ہے وہ قابل شرم ہے-

It is by all standards, Mr. Chairman! mistreatment, humiliating and its really insulting. Mr. Chairman! we confined him for three and a half years. We confined him to his house. He had no contact with his friends or relatives.

اور جناب! جو recent news آ رہی ہیں ان کے مطابق اس کے telephonic links has been cut off from the rest of the world and our head should bow down, Mr. Chairman! in shame by the way we have treated and we have been treating one of our national heroes.

جناب چیئرمین! اس کو جذبات کی سزا دی جا رہی ہے- اس کا قصور صرف یہ ہے کہ he has been made to make statements and confessions under duress, it was a stage drama, in the full blaze of the T.V. cameras. اور یہ جو statements ہیں confessions ہیں یہ بزور ان سے لیے گئے ہیں- ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ انہوں نے لیبیا، ایران اور North Korea کو صرف ان یورپین ممالک کی firms کے addresses دیے ہیں جہاں

سے وہ Nuclear equipment acquire کر سکتے ہیں اور خرید سکتے ہیں۔ انہوں نے جناب

چیئرمین! بالکل انکار کیا ہے He has denied that he has not been involved in the

smuggling of any nuclear equipment outside the country. اور انہوں نے جناب

چیئرمین! یہ بھی کہا ہے کہ اس کی ٹیم کے ممبران جو فوجی افسران تھے، جو actual sale میں

involve تھے وہ بالکل آزاد پھر رہے ہیں اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں and

only he has been made a black sheep.

جناب چیئرمین ! میری درخواست ہے کہ there should be an independent

commission of enquiry, impartial inquiries be conducted entirely into the

Dr. Qadeer Khan's affairs. ان کے جو phone links cut off ہوئے ہیں it should

be restored immediately. اور اس کی residence پر جو فوجیوں کا پہرہ ہے وہ بھی فوراً ہٹا

دیا جائے اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو ایک عام شہری کی طرح گھومنے پھرنے کی اور ایک عام

شہری کی طرح بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ Thank you very much.

Mr. Chairman: I request the members to please address the issue which is Law and Order.

خالد جان صاحب، نہیں ہیں۔ ڈاکٹر خالد محمود سومرو۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین،

Law and order کے حوالے سے بات ہو رہی ہے۔ پہلی بات تو میں یہ عرض کروں گا کہ جب

تک ہمارے اندر خوف خدا نہیں آئے گا تب تک یہ صورت حال تبدیل نہیں ہوگی۔ Human

values کو ختم کر دیا گیا ہے۔ ہم کلمہ تو پڑھتے ہیں، مسلمانی کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن ہم

برائے نام مسلمان ہیں۔ وہ حقیقت ہم میں رہی نہیں اور اس کا ہمیں اعتراف کرنا چاہیے اور توبہ

کرنی چاہیے، اللہ سے معافی مانگنی چاہیے۔ ہمارے کرتوت کفار سے بھی بدتر ہیں۔ ہماری ساری

اچھائیاں وہ ہم سے لے گئے اور ان کی ساری گندگیاں ہم نے اپنا لیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مسلمان بہت زیادہ

ہوں گے لیکن ان کی حیثیت ختم ہو جائے گی۔ ان کی حیثیت اس طرح ہوگی جس طرح سمندر کے اوپر جھاگ ہوا کرتی ہے۔ حضرات صحابہ کرام نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ یہ حشر کیوں ہو گا؟ آپ نے فرمایا کہ ان میں وہن پیدا ہوگا تو صحابہ کرام نے پوچھا کہ ما الوھن یا رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ اللہ کے رسول یہ وہن کیا ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حب الدنیا وکراهية الموت۔ دو چیزوں کا نام وہن ہے دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔

اب ہم ایک رات میں امیر بننے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ جو corruption کے دھندے ہیں ان کا سبب یہی ہے۔یہ ڈاکے ڈالنے والے سارے کنگال قسم کے لوگ نہیں ہیں۔ بڑی بڑی families کے نوجوان ڈاکے ڈال رہے ہیں۔ قانون کی حکمرانی کا تصورختم ہو چکا ہے۔ Law and Order کے حوالے سے میں گزارش کرتا ہوں کہ میڈیا کے ذریعے بھی سرکار کوشش کرے کہ لوگوں کی اخلاقی قدریں ٹھیک ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ مجھے اللہ رب العزت نے اس لیے بھیجا ہے کہ میں لوگوں کے اخلاق ٹھیک کروں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے اخلاق کیا تھے کہ اللہ رب العزت نے خود فرمایا کہ انک لعلٰی خلق عظیم۔ اے میرے پیغمبر بے شک آپ بلند اخلاق کے مالک ہیں۔دشمن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار پر انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ یہ کردار ہوتا ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ Law and Order کی situation تب درست ہوگی جب corrupt افسران سے جان چھڑائی جائے گی۔ ایماندار افسرمقرر کیے جائیں گے اوپر سے نیچے تک، جو قانون کی دھجیاں بکھیرتے ہیں، ان کا احتساب ہونا چاہیے۔ کرپشن کے خاتمے کے لیے سوچنا چاہیے۔ پورے ملک کے حالات خراب ہیں۔خاص طور پر میں اپنے صوبہ سندھ کی بات کروں گا وہاں پر چوریاں، ڈاکے، اغواء برائے تاوان کی وارداتیں اور پھر قبائلی جھگڑے، جنھوں نے ہمارا جینا دوبھر کر دیا ہے۔میں دوسال سے مسلسل چیخ رہا ہوں لیکن کوئی ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ آپ بھی جانتے ہیں، آپ کا تعلق بھی صوبہ سندھ سے ہے، یہ شرکھوسہ تکرار جوسکھر کے علاقے میں چل رہا ہے، یہ شر بھنڈ تکرار جو آپ کے کشمور میں چل رہا ہے ، خواتین اورمعصوم بچوں کو اغواء کیا جا رہا ہے۔ یہ اوگاهی اور تیغانی تکرار جو آپ کے کندھ کوٹ کے علاقے میں چل رہا ہے۔ یہ چاچڑ اور سندرانی

تکرار جو گھوٹکی میں چل رہا ہے۔ یہ گڈانی اور بوزدار تکرار جو ضلع گھوٹکی میں خان پور مہر کے علاقے میں چل رہا ہے۔ پتا نہیں کتنی قیمتی جانیں ضائع ہوگئی ہیں لیکن کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ ابھی جو law enforcement agencies کے لوگ ہیں یہ ڈیھا ہوٹل ہے شکار پور اور سکھر کے درمیان' سکھر کے قریب main road پر اب یہ شر کھوسہ تکرار اسی علاقے میں ہے۔ وہ ہوٹل والے کھوسہ قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہوٹل کی حفاظت کے لیے لائسنس کے ہتھیار ان کے پاس تھے۔ یہ رینجرز والے سفید کپڑوں میں وہاں آ گئے اور ان کو پکڑ لیا انہوں نے کہا کہ آپ بتائیں کہ آپ ہیں کون؟ انہوں نے کہا کہ نہیں چلو ہمارے ساتھ' بھئی آپ ہیں کون' ہمیں اپنا تعارف کروائیں انہوں نے فائرنگ کر دی اور پھر ان کو پکڑ کر لے گئے اور ان کا چالان کر دیا۔ اب اس طرح تو law & order کی situation ٹھیک نہیں ہو گی۔

ہمارے ہاں جو کارو کاری کی رسم ہے' بیگناہ بچیوں کو مارا جا رہا ہے۔ زمین کا تکرار ہے' کاروکاری کا لیبل لگا دیا' پرانا کوئی خاندانی تصادم ہے' کاروکاری کا لیبل لگا دیا اور پھر ونی کی رسم' قتل کے معاوضے میں معصوم بچیاں دی جا رہی ہیں۔ یہ سب کے سامنے ہو رہا ہے۔ یہ خبریں چھپ رہی ہیں۔ آخر قانون کی حکمرانی کون قائم کرے گا اور یہ کس طرح قائم ہوگی؟ میں یہ بھی کہوں گا کہ جس طرح پروفیسر صاحب نے Charter of Democracy کی بات کی تو اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جس کسی نے جب کبھی کسی ڈکٹیٹر کو کوئی تحفظ دیا تو اس کو پکڑا جائے گا۔ یہ جو PCO کے چکر ہیں' نیاPCO اور پراناPCO ان چیزوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ Charter of Democracy کی میرے محترم تعریف کر رہے ہیں' اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جس کسی جج نے کسی وقت بھی PCO کے تحت حلف اٹھایا ہے اس سے جان چھڑائی جائے گی۔ عدلیہ کی آزادی ضروری ہے لیکن یہ ہمارے غریب کا مسئلہ نہیں ہے۔ غریب کا مسئلہ یہ ہے کہ اس کو امن ملے' انصاف ملے' چوریاں ختم ہوں' ڈکیتیاں ختم ہوں۔ اللہ کرے سارے جج بحال ہو جائیں۔ آج وکلاء کی طرف سے long march کا آغاز ہو چکا ہے۔ اگر لانگ مارچ کے ذریعے جج بحال کرائے جا سکتے ہیں تو انشاء اللہ پھر ہم ان کی تقلید کریں گے۔ لانگ مارچ کے ذریعے شریعت کے نفاذ کی تحریک چلائیں گے' اللہ کے بندوں کو باہر لے آئیں گے۔ یہ ہمارے لیے راستہ صاف کر رہے ہیں انشاء اللہ ہم ان کی تقلید کریں گے لیکن غریب کا مسئلہ یہ ہے کہ ڈکیتیاں ختم ہوں'

چوریاں ختم ہوں، اغواء کی وارداتیں ختم ہوں، غریب کا مسئلہ یہ ہے کہ بجلی سستی ہو، لوڈشیڈنگ کا خاتمہ ہو، غریب کا مسئلہ یہ ہے کہ آٹا سستا ہو، چاول سستے ہوں، گھی سستا ہو، ان چیزوں کی طرف غور کرنے کی ضرورت ہے اور پھر میرے محترم ساتھیوں نے کہا کہ 9/11 کے بعد جو حالات بنے ہیں ان کی وجہ سے بھی ہمارا نقصان ہوا ہے۔ پچھلی حکومت نے جس طرح پاکستان کو امریکہ کی کالونی میں تبدیل کر دیا تھا اور جس طرح صدر صاحب نے گھٹنے ٹیکے، یہ تاریخ کا ایک بدترین باب ہے۔ میں اپنے احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنی پالیسیوں کو تبدیل کریں جب تک آپ اپنی پالیسیوں کو تبدیل نہیں کریں گے law & order کی situation ٹھیک نہیں ہوگی۔ چادر اور چار دیواری کا تحفظ یقیناً حکمرانوں کی ذمہ داری ہے اور اس پر بیٹھنے کی اور مشاورت کی ضرورت ہے۔ رشوت اور سفارش کا خاتمہ کیا جائے۔ رشوت اور سفارش کے ذریعے بہت بڑا بگاڑ پیدا ہوا ہے۔ اس لعنت سے لوگوں کی جان چھڑائی جائے اور پھر ہمیں اپنے aim of life کا تعین کرنا چاہیے کہ ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے ۔اللہ کی رضا، جس کو ہم بھول چکے ہیں۔ ہم نے تو زندگی کا مقصد یہ سمجھا ہے کہ بی۔ اے کیا، نوکر ہوئے، پنشن ملی اور مر گئے جس طرح اللہ کے دربار میں جانا ہی نہیں ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت بدلنے کا

یہ چھوٹے چھوٹے معاملات جو ہیں، ان کو بھی سامنے رکھا جائے۔ موبائل نے بھی بیڑہ غرق کیا ہے، موبائل کی وجہ سے جرائم میں اضافہ ہوا ہے، موبائل کی وجہ سے فحاشی میں اضافہ ہوا ہے اور پھر ہمارے ملک میں لاکھوں کی تعداد میں موبائل ایسے ہیں جن کی سم کی کوئی رجسٹریشن نہیں ہے۔ جو چاہے کرتا پھرے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا۔ آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے۔ میرے ایکمحترم نے یہ بھی کہا کہ جب تک کالاباغ ڈیم نہیں بنے گا تو پھر افلاس کا خاتمہ نہیں ہوگا اور جب تک افلاس کا خاتمہ نہیں ہو گا تو law & order کی situation کیسے ٹھیک ہوگی۔ میں ان سے التماس کرتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم کے مردہ گھوڑے میں جان نہ ڈالیں کیونکہ تین صوبے دو، دو مرتبہ کالا باغ ڈیم کے پراجیکٹ کو مسترد کر چکے ہیں۔ پاکستان چار صوبوں کے وفاق

کا نام ہے۔ آپ اس کا احترام کیوں نہیں کرتے۔ آپ کے پاس متبادل ذرائع موجود ہیں۔ عالمی اداروں کے جو نمائندے یہاں صوبہ سندھ میں آئے تھے۔ گھارو سے لے کر کراچی تک 60 کلو میٹر کی پٹی، یہ سرکاری رپورٹ ہے، وہ تسلیم کر چکے ہیں کہ یہاں پر آپ wind energy کے پراجیکٹ لگائیں تو آپ ۵۰ ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کر سکتے ہیں۔ سولر انرجی کے ذریعے اور پھر آپ کے پاس سندھ میں، تھر میں، ساڑھے آٹھ سو trillion کیوبک فٹ کوئلہ موجود ہے۔ کالاباغ ڈیم پر جو لاگت آرہی ہے اس سے نصف لاگت پر آپ ۲۰ ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کر سکتے ہیں۔ وہاں پر آپ کیوں کام نہیں کرتے ہیں ملک بھی بچے، نفرتوں کا بھی خاتمہ ہو اور ہماری لوڈ شیڈنگ کے عذاب سے بھی جان چھوٹ جائے۔ اگر حکمت عملی سے اگر کام کیا جائے۔ یقیناً بھوک کی وجہ سے بھی حالات خراب ہوتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود فرمایا۔

کاد الفقر انیکون کفرا

بھوک کی وجہ سے کبھی کبھی بندہ کافر بن جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں ان تمام چیزوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ رب العزت ہمارے ملک، ہمارے حال پر رحم کرے، اللہ تبارک تعالیٰ ہمیں درست فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ محمد عباس کمیلی صاحب۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔جناب چیئرمین صاحب ! -------

سینیٹر کامران مرتضیٰ ، point of order یہاں کوئی بھی منسٹر صاحب نہیں ہیں۔ کوئی بھی notes نہیں لے رہا ہے۔

جناب چیئرمین، کیوں نہیں ہیں، یہ تو پوری cabinet کے نمائندے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ ، Cabinet کے نمائندے ہیں تو یہ ہماری طرف منہ کرکے کیوں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین، جو آپ کی طرف بول رہے ہیں اسی طرف سن رہے ہیں۔ Lips بھی ان کے پڑھ رہے ہیں، ہونٹ بھی دیکھ رہے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، اس میں کوئی اعزاز کی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، ہمارے بڑے باصلاحیت ساتھی ہیں---

سینیٹر کامران مرتضیٰ، میرے بھائی ہیں' میرے بڑے بھائی ہیں مگر بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ بڑا سنجیدہ ہے اور ہاؤسنگ کا وزیر اس کے notes لے رہا ہے۔

جناب چیئرمین، منسٹر ہیں۔He is in the Cabinet.

Senator Kamran Murtaza : He may be Minister.

جناب چیئرمین، ریحانہ صاحبہ

سینیٹر ریحانہ یحییٰ بلوچ، یہاں پر نہ لیڈر آف دی ہاؤس ہیں اور نہ کوئی یہاں پر منسٹر ہے۔یہ تو مانتے ہیں کہ یہ ہمارے بھائی ہیں۔

Mr. Chairman: He is a Cabinet member. He is representing the Government.

سینیٹر ریحانہ یحییٰ بلوچ، نہیں جی' ہمارے تو منسٹر ہیں۔بلوچ سے ہم تو ان کی بہت عزت کرتے ہیں۔ویسے اگر کوئی concern ہو تو اور بات سنیں۔شکریہ

جناب چیئرمین، مسٹر عباس کمیلی صاحب۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آج ہم ملک کو درپیش انتہائی اہم مسئلہ پرگفتگو کر رہے ہیں۔ میرے تمام ساتھیوں نے دونوں اطراف سے اظہار خیال کیا ہے اور تقریباً تمام ملکوں کا تذکرہ ہوا ہے کہ جہاں امن و امان کی صورت حال گھمبیر ہے لیکن ہمارے ملک میں اس وقت سب سے زیادہ امن و امان کا مسئلہ درپیش ہے' سب سے زیادہ گھمبیرصورت حال ہے' سب سے زیادہ خطرناک صورت حال ہے' میں اس پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ کسی نے بھی اس مسئلہ کو touch نہیں کیا۔ جناب والا! اس وقت ملک کے سرحدی علاقوں میں کرم ایجنسی اور پارہ چنار میں انتہائی مخدوش صورت حال ہے۔ اور یہ آج سے نہیں ہے گذشتہ چودہ پندرہ ماہ سے صورت حال سنگین ہے۔ کئی سو جانیں جا چکی ہیں اور کئی سو افراد زخمی پڑے ہوئے ہیں۔ پارہ چنار کا علاقہ محصور ہو چکا ہے۔ راستے مسدود ہیں' ایک راستہ جو درہ آدم خیل کا کھلا ہوا تھا' اس پر دہشت گردوں کا قبضہ ہے۔ جو کوئی سفر کرتا ہے' اسے راستے

میں گاڑیوں سے اتار کر، اس کا شناختی کارڈ دیکھ کر اور اسے اغوا کرکے اسے ذبح کر دیا جاتا ہے۔ افغانستان سے آنے والا راستہ بھی بند ہو چکا ہے، کئی سو افراد قتل ہو چکے ہیں۔ کھانے پینے کی اشیاء ناپید ہیں۔ ادویات ناپید ہے۔ جناب والا! یہاں مہنگائی پر بات ہوئی ہے، وہاں اس وقت آٹا سات سے آٹھ ہزار روپے فی بوری بک رہا ہے۔ڈیزل 105 روپے لیٹر ، ٹماٹر 70 سے 80 روپے کلو، چینی چالیس روپے کلو ہے اور ادویات اور آکسیجن مفقود ہیں۔ روزانہ پانچ سے سات افراد قتل ہو رہے ہیں۔ جیسے میں نے کہا ہے کہ وہاں سے 14/15 ماہ سے حالات خراب ہیں۔ گذشتہ حکومت نے انتہائی غفلت برتی۔ بار بار ہم اس کی طرف متوجہ کرتے رہے۔ موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد، ہم شکر گزار ہیں رحمان ملک صاحب کے کہ انہوں نے دلچسپی لی اور ان کے علاوہ Ministry of Interior نے بھی دلچسپی لی لیکن پھر توجہ بٹتی رہی اور دوسرے مسائل کی طرف متوجہ ہوتے رہے اور یہ مسئلہ طول پکڑتا گیا۔ جرگہ قائم ہوا، جرگہ ناکام ہوا، جرگہ کے ہی افراد گرفتار کر لیے گئے۔ چار ہفتے جرگہ کے افراد گرفتار رکھنے کے بعد اب چھوڑے گئے ہیں۔ مجھے خود کراچی سے بلایا گیا، میں آٹھ روز اسلام آباد بیٹھ کر واپس گیا لیکن کوئی ایک بھی meeting نہ ہو سکی۔

جناب والا! میں شکرگزار ہوں کہ رحمان ملک صاحب تشریف لا چکے ہیں۔ ان سے چار مرتبہ اس ہاؤس میں گفتگو ہو چکی ہے۔ معلوم نہیں کہ کیوں اس مسئلہ کو اہمیت نہیں دی جا رہی ہے۔ یہ ایک انتہائی خطرناک بیرونی سازش ہے۔ جناب والا! یہ ایک بیرونی سازش ہے۔ یہاں 1971 جیسے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ وہی کچھ ہو رہا ہے جو 1971 میں ہوا تھا۔ 1971 میں ایک صوبے میں صوبائی نفرتیں پیدا کی گئی۔ لسانی نفرتیں پیدا کی گئی اور یہاں فرقہ وارانہ نفرتیں پیدا کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں ۔ تعصبات کی آگ بھڑکائی جا رہی ہے جب کہ میں واضح طور پر اس ہاؤس میں کہنا چاہتا ہوں کہ کوئی فرقہ وارانہ جنگ نہیں ہے، کوئی شیعہ سنی مسئلہ نہیں ہے، شیعہ سنی بھائی بھائی ہیں۔ صدیوں سے ساتھ مل کر رہتے آئے ہیں اور آج بھی ایک ساتھ رہ رہے ہیں۔ ایک ساتھ کاروبار کرتے ہیں، ان کے آپس میں رشتے ہیں اور ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک تیسرا فریق ہے، یہ ایک غیر ملکی عنصر ہے اور اس کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ یہ غیر ملکی سازش ہے، ایک بیرونی سازش ہے اور اس ملک کو صرف destabilize ہی نہیں بلکہ اسے توڑنے کی

سازش ہے' اسے دو لخت کرنے کی سازش ہے تاکہ دہشت گردی کا جواز بنا کر اسی طرح سے اس ملک میں دَر آئیں جس طرح سے افغانستان اور عراق میں دَر آئے تھے اور پھر آپ کے جوہری اثاثے بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ یہ واحد بچی ہوئی نعمت بھی ہم سے چھن جائے گی۔ جناب والا! اس مسئلہ کی طرف فوری توجہ کرنے کی ضرورت ہے ۔ حکومت کو چاہیے کہ اسے seriously لے ۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اصل مرض کی تشخیص نہیں ہو سکی ہے۔ اصل مرض کیا ہے؟ اصل مسئلہ شیعہ اور سنی کا نہیں ہے۔ یہ ایک تیسرا فریق ہے' ایک غیر ملکی عنصر ہے۔ اسے قابو نہیں کیا جا رہا ہے' اسے ڈھیل دی جا رہی ہے' اس سے چشم پوشی کی جا رہی ہے اور اسے نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ مفاہمت ہونی چاہئیے' مفاہمت بڑی اچھی چیز ہے لیکن مفاہمت کس سے ہو اور کن بنیادوں پر مفاہمت ہو۔ یہ مسئلہ کئی مرتبہ پہلے بھی آ چکا ہے کہ دہشت گردوں سے مفاہمت نہیں ہو گی۔ وہاں کے لوگ امن سے رہنا چاہتے ہیں۔ وہ امن کے لیے پکار رہے ہیں لیکن اس کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ صرف پارہ چنار میں ہی نہیں بلکہ ڈیرہ اسماعیل خان میں ' وہاں پر چن چن کر target killings شروع ہو چکی ہیں' مسلسل target killings ہو رہی ہیں۔ خود پشاور میں target killings ہوئی ہیں۔ کوئٹہ میں target killings شروع ہو چکی ہیں۔ میں کہوں گا کہ چاروں نہیں تو تین صوبوں کی امن وعامہ کے لحاظ سے حالت انتہائی مخدوش ہیں۔ خدا را! اس کی طرف توجہ کی جائے اور سلسلے کو ہنگامی بنیادوں پر روکا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بیرونی سازش کامیاب ہو جائے اور یہ ملک دو لخت ہو جائے۔ میں پھر کہوں گا کہ یہ کوئی فرقہ وارانہ جنگ نہیں ہے ورنہ یہ ہر شہر' ہرگاؤں اور ہر محلے میں ہو رہی ہوتی۔ کہیں بھی ایسی فرقہ وارنہ جنگ نہیں ہو رہی ہے۔ دنیا کے تمام خطوں میں تمام فرقے ایک ساتھ رہ رہے ہیں۔ لیکن پارہ چنار میں کیا مصیبت آئی ہوئی ہے بلکہ وہاں colonization ہو چکی ہے۔ ایک دوسرے کے علاقے خالی کروا لیے گئے ہیں۔ یہ انتہائی ظلم ہو رہا ہے۔ جو جہاں آباد تھا' اسے وہی آباد کروایا جائے اور اس صورت حال پر قابو پایا جائے۔ یہ مسئلہ بہت طول پکڑ چکا ہے اور اگر اس مسئلہ پر قابو نہ پایا گیا تو میں ڈر رہا ہوں اور میں پھر کہہ رہا ہوں کہ ملک کی سالمیت کا سوال ہے اور ملک کی بقا کا سوال ہے۔ ہماری agencies کیا کر رہی ہیں؟ ایک phone tapping سے ہی یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ Phone tapping ہو رہی ہے لیکن سیاست دانوں کے phone tap کیے جا رہے ہیں'

نہیں phone tap کے politicians کے phone tap کیے جا رہے ہیں۔ کیا دہشت گردوں کے phone tap نہیں کئے جاسکتے تھے؟ کیا کسی ایک دہشت گرد کا phone tap کرکے اسے پکڑنے کی کوشش کی گئی ہے؟ اگر ہے تو مجھے اور اس ایوان کو بتلایاجائے کہ کس دہشت گرد کا phone tap ہوا۔ یہ ساری کارروائیوں phone کے ذریعے ہو رہی ہیں' unregistered sims کے ذریعے ہو رہی ہیں۔ لیکن اس پر کسی کی توجہ نہیں ہے۔ جناب والا! میں یہی گزارش کروں گا کہ اس مسئلہ کا کلیدی حل' اس پر میں رحمان ملک صاحب کی بھی توجہ چاہوں گا کہ علماء کرام کے پاس بھی ہے۔ یہاں سب علماء کرام نے اظہار خیال کیا ہے اور امن و امان پر بات کی ہے۔ جو علماء کرام ہیں' چاہے ان کا تعلق Treasury Benches سے ہویا اپوزیشن سے ہو' وہ ایک متفقہ فتویٰ جاری کریں کہ یہ جنگ بے مقصد ہے اور لا حاصل ہے۔ یہ سب مسلمان ہیں اور کوئی کسی کو ختم نہ کرے۔ یہ جنگ فوراً رک جانی چاہیے۔

جناب والا! دونوں فریق لڑنا نہیں چاہتے۔ سیاست دانوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنا کردار ادا کریں۔ ہم چھوٹے چھوٹے مسائل میں الجھے ہوئے ہیں ۔ غیر اہم مسائل کی طرف توجہ دی جا رہی ہے اور ساری قوم کو ادھر لگایا ہوا ہے۔ پورے ملک کی energy اس طرف جا رہی ہے۔ ارے! اس وقت تو long march کی ضرورت نہیں ہے بلکہ امن مارچ کی ضرورت ہے اور وہ ہوناچاہیے۔ یہ اسلام آباد کی طرف نہیں بلکہ ان areas کی طرف ہونا چاہیے جہاں فسادات ہو رہے ہیں' جہاں انسانی جانیں جا رہی ہیں۔ یہ جانیں گاجر مولی کی طرف ضائع ہو رہی ہیں ۔ اس لیے سب کو چاہیے' ہر فرد کو چاہیے کہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے۔ سیاست دانوں کو بھی چاہیے' حکومت کو بھی چاہیے ' علما کو بھی چاہیے اور لیڈروں کو بھی چاہیے ۔ کہ ذمہ داری کا احساس کریں۔ میں اس میں کسی بھی حد تک جانے کے لیے تیار ہوں۔ میں نے رحمان ملک صاحب سے بھی کہا تھا کہ میں پارہ چنار بھی جانے کو تیار ہوں اور اسی لیے میں یہاں آ کر آٹھ روز بیٹھا رہا لیکن افسوس ہے کہ یہی مصروف رہے اور کوئی پیش رفت نہیں ہوسکی۔ مجھے امید ہے کہ آج جو میں نے اپیل کی ہے' اس پر بھرپور توجہ دی جائے گی' اس کو اہمیت دی جائے گی اور اس آگ کو بجھانے کی فوری تدبیر کی جائے گی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ملک ہی نہ رہے جس کی کرسی کی خاطر ہم لڑ رہے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین، شکریہ۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I would kindly request the Chair to recognize Cammander Khalil, former Deputy Chairman of the Senate.

Mr. Chairman: We have honour to have former Deputy Chairman and our colleage, Senator Commander Khalil ur Rehman, here with us.

سینیٹر کلثوم پروین، گزارش ہے کہ رحمان ملک صاحب کے بولنے سے پہلے مجھے ایک منٹ دیا جائے۔

جناب چیئرمین، جی۔

سینیٹر کلثوم پروین، جناب کمیلی صاحب جو بات کر رہے ہیں، یہ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہماری دو meetings ہوئی تھیں۔ ہماری Standing Committee on Religious Affairs کے اراکین دو دفعہ پشاور گئے تھے۔ وہاں گورنر سے ملاقات ہوئی تھی اور ایک دفعہ اسلام آباد میں بھی اس سلسلے میں meeting ہوئی تھی۔ یہ بات کسی ایک فرقے سے متعلق نہیں ہے، میں یہ نہیں کہہ سکتی کیونکہ اس میں دونوں جانب سے، شیعہ بھائی تھے یا سنی تھے۔ کیونکہ اس میں دونوں جانب سے، شیعہ بھائی تھے یا سنی تھی، دونوں طرف سے برابر سے برابر کی killing ہوئی ہے۔ دونوں طرف سے لوگ مارے گئے۔ اب جب محرم الحرام کا مہینہ آتا ہے، جب جلسے جلوس یہاں سے نکلتے ہیں تو پتا یہ چلتا ہے کہ سنی کے کچھ لوگوں نے حملہ کیا ہے اور لوگ اتنے شہید ہو گئے۔ وہاں جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا جلوس بارہ ربیع الاول کو نکلتا ہے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ شیعہ کی طرف سے ہم پر attack ہوا ہے۔ حالانکہ قبائلی طور پر تمام لوگ ایک ہیں اور ان لوگوں کی کمیٹیاں بن گئی ہیں۔ ہم لوگوں نے خود ان کمیٹیوں میں جا کر شرکت کی۔ اب یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک مذہبی issue بنا کر، خواہ وہ سنی

ہے ' شیعہ ہے یا کوئی بھی فرقہ ہے' اس کی کسی طریقے سے target killings کی جاتی ہیں - جناب یہاں پر بھی meetings ہوئیں - ان میں مذہبی امور کے جناب اعجاز الحق صاحب نے بھی شرکت کی۔ تمام کمیٹی نے بھی شرکت کی - اب آپ سے request یہ ہے ' کیونکہ یہ ایسا معاملہ ہے جو میرے خیال میں حل ہوتا نظر نہیں آ رہا۔ اگر رحمان ملک صاحب اسی کمیٹی کو یہیں اسلام آباد میں بلا کر ' اور متعلقہ لوگوں کو جو پہلے بلائے گئے تھے' ان کو دوبارہ بلایا جائے۔ یہ ایسا issue ہے جیسے ملک کے کسی کونے میں نہیں ہونا چاہیے تھا - پاکستان کیا' بلوچستان کیا' کسی میں بھی نہیں ہونا چاہیے - کوئی فرقہ واریت نہیں ہونی چاہیے -ہم پہلے ہی بہت بٹ چکے ہیں - جناب اگر آپ ایک اور مہربانی کریں کہ budget کے بعد کوئی ایسی meeting رکھ دیں ' جس میں خود رحمان صاحب تشریف لائیں یا آپ بھی اگر تشریف لائیں' یہ ایک ایسا issue ہے جس میں ہر مسلمان کو بات کرنی چاہیے۔ میرے خیال میں شاید یہ دس مرتبہ discuss ہو چکا ہے - کراچی' کوئٹہ ' اسلام آباد ' پشاور ' مگر اس کا کوئی حل نہیں نکلا۔ اگر اس میں آپ رحمان ملک صاحب کو recommendations دیں یا recommend کر دیں ' ایک اور meeting رکھ لیں جس میں ہمارے points لے لیں اور اس کے بعد پھر بات کی جائے کہ بھئی کیا بات ہے؟ وہاں نہ مرنے والے کو پتا ہے اور نہ مارنے والے کو پتا ہے - نہ کوئی کہتا ہے ہمیں نفرت ہے' نہ کوئی کہتا ہے محبت ہے تو پھر کیا بات ہے ؟ کیونکہ دونوں جانب سے جناب' سنی بھی اتنے شہید ہوئے ہیں اور شیعہ بھی - برابر کی شہادتیں ہوئی ہیں - پھر اس کو ذرا آپ as a Chairman بھی' as a Chairman مسلمان ہونے کے ناطے بھی ' یہ ایک ایسا issue ہے ' اس کو آپ ذاتی طور پر لیں اور Committee کو دوبارہ call کریں -

جناب چیئرمین: جی میں شراکت کے لیے تیار ہوں' رحمان ملک صاحب سے کہیں۔ اس کے بعد میں عرض کرتا ہوں -

Mr. Rehman Malik: Thank you Mr. Chairman.

میرے دوست عباس کمیلی صاحب نے فرمایا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : یہ wind up نہیں کر رہے - یہ ایک specific point پر بول رہے ہیں - کمیلی صاحب کے point پر بول رہے ہیں -

جناب رحمٰن ملک : میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کا جواب دے دوں۔ کیونکہ یہ بہت ضروری ہے with the permission of the Chairman, Mr. Chairman if you recall ڈھائی مہینے پہلے جب یہ واقعہ ہمارے notice میں آیا' دو ہمارے دوست ہیں MNAs ' انہوں نے پرائم منسٹر صاحب کو شکایت کی کہ اس وقت پارہ چنار میں لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور بہت لڑائی ہو رہی ہے اور کوئی بھی وہاں پرسان حال نہیں ہے -یہ شام کو چھ بجے کا واقعہ ہے - اسی دن میں نے instructions دیں اور اس چیز کو میں نے خود supervise کیا اور next 24 hours میں اس چیز کو ہم نے overcome کیا۔ نہ صرف overcome کیا بلکہ وہاں peace لائے through our own administrative measures لیکن اس چیز کو میں نے بھی examine کیا کہ یہ واقعی ایک بہت ہی غلط' خراب سلسلہ ہے اور آنے والے وقت میں بہت سے مسائل لا سکتا تھا - اس کی تھوڑی detail میں آپ سے share کرنا چاہوں گا کہ پارہ چنار ہمارے سنی اور شیعہ بھائیوں کا مسئلہ بہت پرانا ہے۔سنی شیعہ لڑائی آپ کے' ایوان کے نوٹس میں بھی ہے کہ یہ ہمیشہ سال میں دو تین دفعہ ابھرتی ہے - اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس میں foreign hands ہیں اور foreign hands تھے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ کبھی یہ گلگت میں ہو جاتی ہے' کبھی یہ لاہور کے امام باڑوں میں اورمسجدوں میں ہوتی ہے ' کبھی یہ جنوبی پنجاب میں جاتی ہے تو یہ ایک wave چلتی رہتی ہے اور اس میں باہر کے ہاتھ پہلے بھی رہے ہیں ' اب بھی ہیں تو question arises کہ ہم دوسروں کے ہاتھوں میں کیوں play ہوتے ہیں - کچھ لوگ استعمال ہوتے ہیں۔ ہمارے سنی بھائی بھی ہوتے ہیں اور شیعہ بھائی بھی ہوتے ہیں - پارہ چنار اور سدا روڈ بند تھا۔ یعنی یہاں تک کہ جو normal provision تھی زندگی کی' وہ بھی وہاں supply نہیں ہو سکتی تھی - جب میں نے اس کو study کیا تو پتا چلا کہ سدا side ہمارے سنی بھائیوں کی ہے اور پارہ چنار کی دوسری side ہمارے شیعہ بھائیوں کی ہے۔ majority وہاں پر شیعہ بھائیوں کی ہے اور سدا کی طرف کم جو ہیں وہ سنی ہیں - جب جھگڑا چلا تو جو طالبان تھے

اور کچھ القاعدہ کے لوگ تھے، انہوں نے آ کر وہاں ان کی مدد کی، لیکن لڑائی اتنی بڑھ گئی کہ وہ جو لوکل سنی بھائی تھے، وہ اس جگہ کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے اور ان میں 25% لوگ مورچوں میں مقید ہو گئے ۔ ہم نے .F.C کے ساتھ مل کر فیصلہ کیا کہ ہم یہ کام کریں گے ۔ ہمارے تیس جو elders تھے ' notables تھے سنی side سے اور religious leaders تھے اور تیس ہی ہم نے پارہ چنار سائیڈ سے لیے اور جو وہاں پر political agent تھا under my instructions and of course my supervision اور گورنر صاحب سے مل کر وہ اس چیز کو آگے لے کر چلے۔ تین دن تک متواتر ہمارے جرگے چلتے رہے اور جب ہم نے سنی سائیڈ سے ان کو آگے لانا چاہا اور ان کے مورچے ہم نے خالی کرائے تو پتا چلا کہ پارہ چنار کے ہمارے شیعہ دوستوں کی کچھ reservations ہیں اور وہ کچھ بات چیت کیے بغیر آگے نہیں جائیں گے ۔ ہم نے پھر جو senior most leaders سے ملاقات کی ' بات کی ۔ انہوں نے اپنی کچھ شرائط رکھیں جو ہم نے مانیں اور in about a week's time, we were able to get the road cleared اور مورچوں سے ہم نے لوگوں کو باہر نکال کر ' ان کو normal life میں ڈالا۔ اسی process میں میری عباس کمیلی صاحب سے بات ہوئی، میری قاضی حسین احمد صاحب سے بات ہوئی، میری مولانا فضل الرحمن صاحب سے بات ہوئی ' میں بہت سے نام گنوں گا لیکن میں نے بہت سے دوستوں سے جو ہمارے senior religious leaders تھے ' ان سے بات کی اور میں خوشی سے بتانا چاہتا ہوں کہ سب نے کہا کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسے ہم سب نے مل جل کر حل کرنا ہے تو طے یہ ہوا کہ ہمارے دس سینئر مذہبی راہنما شیعہ سائیڈ سے اور دس سنی سائیڈ سے بیٹھ کر اس کا فیصلہ کریں گے ۔ ہم نے date طے کی کہ ہم کوہاٹ میں ایک گرینڈ جرگہ کریں گے، جہاں پر اس agreement کو witness کریں گے جو لوکل ہمارے شیعہ سنی بھائیوں کا ہو گا ۔ اسی کے پیش نظر ہم نے شیعہ اور سنی کے جرگے شروع کیے اور اس میں سے آخری جرگہ جب پہنچا اور وہ آپس میں کسی ایک پوائنٹ پر متفق نہ ہو سکے تو انہوں نے لڑائی شروع کر دی ۔ گورنر صاحب سے میری بات ہوئی ۔ انہوں نے کہا کہ یہاں سے شفٹ کر کے ان کو ایبٹ آباد لے جاتے ہیں تو ان کو اصل میں ہم پشاور سے ایبٹ آباد لے گئے اور اس وقت دو لوکل ایم این ایز ہمارے ساتھ coordinate کر رہے ہیں they are talking even now جس وقت ان کے درمیان

کوئی مفاہمت ہو جاتی ہے، ایک road map بن جاتا ہے ' ان کے جو points of difference ہیں، کو لے آتے ہیں، اس کے بعد ہمارا خیال ہے کہ ہم اس کو ایک گرینڈ جرگے کی صورت میں کوہاٹ یا پشاور لے کر جائیں گے ۔ جن میں ہمارے عباس کمیلی صاحب بھی ہوں گے اور قاضی حسین صاحب نے مجھ سے commit کیا ہے۔ وہ عمرے پر گئے ہوئے ہیں، واپس آئیں گے ۔ I assure you sir, we are not leaving any stone unturned. We are fully privy of this situation. We know کہ جب یہ گولی چلتی ہے ' بم چلتا ہے ' خون بہتا ہے اور جب خون بہتا ہے تو بہت تکلیف دیتا ہے ۔ مسلمان شیعہ بھائی کا خون ہو یا مسلمان سنی بھائی کا خون ہو، وہ تکلیف equally ہوتی ہے اور گورنمنٹ انشاء اللہ اس کو حل کر رہی ہے اور امید ہے کہ اگلے دو تین ہفتوں میں ہم یہ گرینڈ جرگہ کر کے اس معاملے کو سلجھا لیں گے ۔ اپنے سنی بھائیوں سے ' شیعہ بھائیوں سے ' میری اپیل ہو گی کہ تحمل سے کام لیں اور آئیں مل جل کر رہنا سیکھیں اور وہ لوگ ' وہ قوتیں جو باہر کی ہیں اور ملک میں امن و امان بگاڑنے کی صورت میں ہمیں نقصان دینا چاہتی ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ اس وقت ہمارے ملک کو set up کیا جا رہا ہے into this trouble تھوڑی دیر پہلے ہمارے ایک دوست بھائی نے بلوچستان کی بات کی ۔ کس کو پتہ نہیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے ۔ میں ابھی تھوڑی دیر پہلے نیشنل اسمبلی میں اس پر بیان دے کر آیا ہوں ۔ Yes, we are in trouble. We are in trouble because of our own friends, we are in trouble because of the foreign countries جن کا وہاں پر interest ہے ۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم پہلے اپنا گھر سیدھا کریں ۔ آئیں مل جل کر بیٹھیں اور شروعات ہم نے کی جب ہماری coalition کی گورنمنٹ آئی۔ میں خود چل کر اختر مینگل صاحب کے پاس حاضر ہوا ۔ جو انہوں نے مجھے demands دیں within few days, we settled اور آج وہ free man ہیں and moving around and doing the politics زین مری صاحب کے پاس دبئی گیا۔ ان کے پاس تین دن میں نے گزارے اور میں اس نتیجے پر پہنچا کہ ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے ۔ ان کو red notice پر alert رکھا ہوا تھا۔ ان کا پاسپورٹ confiscate کیا ہوا تھا۔ وہ پاکستان میں ECL پر تھے ۔ ان کے family members بھی ECL پر تھے ۔ ان کے بھائی ECL پر تھے ۔ آپ ان سے فون کر کے پوچھ لیجیے ' میں نے وہیں سے instructions

دیں ' And said that before I come, I want the passport اور مجھے بتایا گیا کہ اس میں یہ rules and regulations ہیں - میں نے کہا' نہیں ' یہ پاکستانی ہیں' he is a patriotic Pakistani, he should be given the passport اور دبئی سے نکلنے سے پہلے پاسپورٹ میں ان کے حوالے کر کے آیا تھا - پھر ہمارے کچھ دوستوں نے کہا کہ ہمارے کچھ لوگ ' دوسرے بھی بات چیت کرنا چاہتے ہیں - انشاء اللہ next week میں پروگرام بنا رہا ہوں - وہ دوست جو ناراض ہیں' ہم ان کو منائیں گے - ہم پاکستان کے لیے منائیں گے' بلوچستان کے لیے - بلوچستان کو ہم مضبوط بنانا چاہتے ہیں کیونکہ بلوچستان ہمارا ایک مضبوط بازو ہے- میں کل کابل گیا تھا- I met President Karzai ان کو میں نے وہ ساری باتیں بتائیں جو افغانستان میں ہمارے ساتھ ہو رہی ہیں- حب کا مسئلہ سب کے سامنے ہے- وہاں ransom کے لیے abductions ہو رہی ہیں- روز calls آ رہی ہیں تو ہم نے وہ trace کیں calls satellite phones کی تو they turned out to be coming from Afghanistan. وہاں بارڈر پر بندہ بیٹھا ہوا ہے وہ کہتا ہے مجھے پانچ لاکھ دے دو' مجھے پچاس لاکھ دے دو' میں تمہیں مار دوں گا اور یہ باتیں ہوئیں اور آج situation یہ ہے کہ حب کی کچھ industries بند ہو رہی تھی' کچھ بند کر چکے ہیں تو پرسوں ہم نے وہاں پر فرنٹیئر کانسٹیبلری اور فرنٹیئر کور کو reinforce کیا ہے- سندھ رینجرز کو بارڈر پر لگایا ہے اور پہلے انسپکٹر جنرل پولیس بہت اچھے آدمی تھے لیکن changes sometime ضروری ہوتی ہیں- نیا I.G. جو ہے has been posted to Balochistan حب میں جو D.I.G.control کر رہا تھا وہ خضدار میں ہوتے تھے وہاں سے control کرنا مشکل تھا' ہم نے وہاں کے D.I.G. کا status بڑھایا اور local police کی total overhauling کر رہے ہیں اور intelligence وہاں بڑھائی گئی ہے اور مجھے امید ہے کہ حب کے جو ہمارے businessmen دوست ہیں انشاء اللہ بہت جلد اچھی change دیکھیں گے-

جناب چیئرمین ! یہ مسائل جتنے بھی ہمیں ملے میں کسی کو blame نہیں کرنا چاہتا لیکن ہماری حکومت کو صرف دو مہینے دس دن ہوئے ہیں- ہماری performance دیکھ لیں- ہم الٹی سیدھی statements پڑھتے ہیں کہ law and order situation خراب ہو گئی ہے - Economy خراب ہو گئی- دو مہینے میں کبھی state کی economy خراب نہیں ہوتی- ہم اس

کو ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں التجا کروں گا سارے ہاؤس سے، ساری پارٹیوں سے چاہے وہ PML(Q), ہو، PML(N) ہو، ANP ہو، BNP ہو ہم سب سے request کرتے ہیں کہ آئیے! یہ جو terrorists کا مسئلہ ہے، sectarian کا مسئلہ ہے، یہ پوری قوم کا مسئلہ ہے۔ ہم سب نے مل جل کر اس کو حل کرنا ہے اور جب تک ہمیں پوری قوم کی as a nation help نہیں ملے گی، support نہیں ملے گی ہم آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔ میری التجا ہو گی کہ جب اس مسئلے میں کبھی بھی کوئی چیز آتی ہے، ہم کسی کو مورد الزام نہیں ٹھہرا رہے، ہمارے مذہبی رہنما patriotic ہیں، وہ مذہب کے خیر خواہ ہیں، ہم بھی وہی مسلمان ہیں، ہم بھی وہی کلمہ پڑھتے ہیں اسی ایک اللہ کو مانتے ہیں، ایک رسول کو مانتے ہیں۔

آئیے! اس کی خاطر ہم مل کر یہ طے کریں کہ ہم نے صرف اور صرف پاکستان کے لیے اور اسلام کے لیے کام کرنا ہے۔ ان عناصر کو جنہوں نے اسلام کے لیے برا نام کمایا ہے ان کو ہم نے جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہے۔ مجھے یہ بتائیے کہ خودکشی کون سے مذہب میں حلال ہے۔ یہ حرام ہے۔ میرے بڑے بڑے بزرگ، رہنما، مذہبی رہنما بیٹھے ہوئے ہیں لیکن جب آپ ایک پانچ سال کے بچے کو motivate کر دیتے ہیں، آٹھ سال کے بچے کو motivate کرتے ہیں، پندرہ سال کے بچے کو motivate کرتے ہیں اور اس کو ایک suicide bomber بناتے ہیں۔ میں ہاؤس کو بتانا چاہوں گا کہ ہم نے nine suicide bombers during the last one week پکڑے ہیں جس میں تین گاڑیاں seize کی ہیں۔ چار سو kg مواد each گاڑی میں ملا ہے اور چلتی ہے بات اس وقت sectarian کی، کسی نہ کسی جگہ وہ trained ہوا ہے اور motivate ہوا ہے۔ میں کل پریس کو اس کی detail دے رہا ہوں۔ میری آپ سے یہ عرض ہو گی کہ ہمیں مل جل کر چلنا چاہیے۔ عباس کمیلی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ حکومت اس کی طرف توجہ نہیں دے رہی۔ میں یہاں بتانا چاہوں گا کہ میں نے تھوڑی سی جو لمبی تقریر کی ہے وہ اس لیے کہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

Government is fully aware of the consequences. Fully aware of what is happening and we are taking all the preventive measures. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you.

رحمن ملک صاحب کلثوم پروین صاحبہ کا جو point تھا کہ ہماری Religious Affairs کی جو ایک Standing Committee ہے ان سے اگر ایک meeting کرلیں تاکہ ان کے جو خیالات ہیں اور جو تجربہ ہے وہ بھی آپ کو آگاہ کر دیں۔

Mr. Rehman Malik: Mr. Chairman, whenever they want to come and explain, I will be very happy to do it. Moreover I also offer that if you want me to give a detailed presentation in camera to the Senate, I will be very happy to give it because this is the property and the asset of the Pakistani nation, our nation, our people, I am happy to brief them.

Mr. Chairman: The Leader of the House can coordinate that with the members. The next speaker is Saadia Abbasi Sahiba. Mr. S.M. Zafar.

Senator S.M.Zafar: It was refreshing and heartening to hear Mr . Rehman Malik. Whatever he said, the promises he made and the hope he has given with regard to the Parachinar situation, we pray it comes true. Sir, today we are discussing the law and order situation in the country. The law and order situation in the country is bad, that is a reality. That the law and order situation in the country is worsening is yet another reality. No amount of words, no debate as many orators as may speak from this side and that side, the sermon by the soothsayers, the prayers by the pious amongst us cannot remove the fear from the mind of our people who in cities, towns and in villages are daily facing the menace of the crime. The crime which has got manifold manifestation, that the crime in the form

of many many forms from murder to the snatching of mobiles, from rape to the grabbling of the property, from suicide bombing to the suicide committed in front of the train or by jumping into the canal. If the law and order is bad and remains so as it is at the present momenet Mr. Chairman, the people start loosing faith in the very state itself and they take the law in their own hands. Example of this, is the burning alive of the criminals by the victims in different places. It is a dangerous symptom and this can spread. When personal safety of individual is not ensured in their factory, when they are not safe on their roads, the business community, the entrepreneur and particularly the capital starts flying. They seek new heavens. And the deterioration of the rupee against the dollar is yet another signal that our country is suffering on account of unsatisfactory situation of the law and order.

If citizens of the country are not safe, if they are not investing, the foreign countries becomes conscious, they become over conscious and foreign investors start to shy away. Example, instructions by the foreign missions not to travel to Pakistan or request that the Embassy should be restricted to the diplomatic enclave is not a good news. Sir, insecurity breeds corruption and thus corruption mafia and war lords crop up, we find them amongst us. We find them amongst us and we have started respecting them and we have started to respect them out of the fear. Out of fear, mafia as will as the war lords have dominance. All these indicators indicate that the days ahead are not easy and can be full of danger and fear many challenges.

Sir, can we improve this complex and convoluted situation of the law andorder through the blame game? I have heard in this very House, right here that all the bad situation today is due to the bad policies and the inefficiency of the past regime. I heard similar statements being made in this House when we were in power that what we have got is a bad legacy. As a matter of fact these arguments have gone on ad nauseam one after the other, we have been blaming the previous government. The only time that people remember with some sort of nostalgia is unfortunately the time when the British had ruled this part of the world when it is said that the law and order situation was good. Sir, this is not a good commentary on our independence. This is not a good commentary on what the vision of Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah was. The answer is therefore, not to indulge in the blame game. Blame game is not going to help anybody. It is on the contrary going to cause more frustration.

Having said this, Mr. Chairman, I am also aware of another argument that was put from that side, that our government has been in power only for the last few moths, from February, this year.

یہ کہا جاتا ہے کہ ابھی ہماری حکومت کو آئے ہوئے جمعہ جمعہ آٹھ دن تو ہوئے ہیں۔

This has been said in this House and frequently in the media but sir, this is no reason for not determining your priority. It is no reason for not starting to set your House in order. Governance do not wait. Governance do not wait for the people to get established in their chairs or in their portfolios. The government begins the day you take oath. The moment you have taken oath, you are in governance and you have got to

determine your priority. Let me point out today sir, because the law and order situation is bad, where you are wrong. We may have been wrong but we are facing the menace today, we have to solve it today as we are going from one day to the next. Where you have been wrong? Firstly, you have lost a lot of time. You have lost a lot of precious time. You should have begin doing the right thing long time before. Sir, they seem to be involved in solving the internal conflicts and the internal contradiction of their coalition. Arguments amongst them are moving in a circle and the circle is getting narrower and narrower and narrower and we have not been able to understand how they are going to solve their issues?

Having said in this that they are themself lost in contradiction sir, letme give example. Today nation does not know who is preparing the budget? My very dear and respected friend, Mr. Ishaq Dar is here, is this budget is going to be half Ishaq Dar and half Naveed Qamar budget? That half Dar and half Qamar budget is yet another example of confusion par excellence. Do the nation survive like this? Or would it be a budget because we do not know who is actually holding the real portfolio. Will it be a budget by the bureaucracy, by the *Baboos*, of the *Baboos*, of the bureaucracy and for the bureaucracy? And then sir, there is Long March. Budget is going to be presented the same time and from 12th of this month the two grinding wheels of the budget, because budget can not be satisfactory for all the sections and this time the budget is going to be a hard budget. One part of the wheel, the grinding wheel of the budget, which is going to put many people into difficulties, into agitaion, into

frustration, into disappointment and the other wheel of the agitation, sir, this will be the last straw, on the camels back. Why could not you solve this problem? It looks a very multi headed organization, multi headed government that there is at the one hand, the government giving the constitution package and the Minister for Law says "let the Parliament decide it" and on the other hand, other part sir, in the government, is saying that "we want to go for agitation and on a long march". Sir, the nation is confused. What is happening and the more the confusion, the more the insecurity. The more the insecurity, the more the crime. Sir, you seem to have drifted from your original policy of reconciliation and you are drifting towards confrontation. The policy, which was delineated by your Prime Minister in the very begining of giving respect to all the institutions of the state, has been just thrown over board. The recent statement of the Co-Chairman of the Pakistan Peoples Party has turned the policy given by the Prime Minister on its head. Again the nation is confused, whom do we believe? Sir, this brings me to the issue who is in the government? Who is running the government? Decisions are being taken when I look at it and I have gone seen governments. I have seen many governments. I am a student of the history of this country. When I look at the way that this government is running, surprising I find the decisions being taken by those who are not in the government. In the center, the government is being run by Mr. Asif Ali Zardari, the Co-Chairman of Pakistan Peoples Party. In punjab, it is being run by Mian Muhammad Nawas Sharif. Both these gentlemen, the leaders, are not in the cabinet. They are not even in

the parliament. They are not part of the responsbile cabinet. They have not taken the oath of secrecy and yet the policies are being determined by them. Sir, this is no way of governance. If they want to run the government any way, come into the parliament and be a part of it and be responsible for your decision.

Sir, extra portfolios have been handed over to many ministers and we find that they are not even prepared to be able to give answers because too much burden has been put on them. They are waiting for the decisions to be taken by the coalition government and the ministers to come back. Sir, they have waited for the prodigal sons for a very long time and when you wait on for the prodigal sons for such long time, the family suffers. The family, the nation of Pakistan is suffering. Remote control by individuals howsoever respected they may be but who are not a part of the responsible cabinet is never conducive to good governance and sir, what is happening in the world of bureaucracy? In the world of bureaucracy, it is total havoc. Appointments and I emphasise sir, the appointments of the favourits is the rule of the game. Suddenly we find people being brought back to the positions because they happen to be favourite to one or the other. En-masse transfers, en-masse transfers is a new phenomena. The only good news that I have heard so far is the reconciliation in the Northren Areas. Hopefully, it will mature into peace and harmony in future. So, I would say to the government please revert to reconciliation. Why are you raising contentious issues at this time? Why give a package of Constitution with 82 clauses opening a pandora box,

bringing out all those issues which will take very long time, contentious issues at this moment when the country is facing such insecurity problem. This is the phenomena of the country and we are bringing a controvercial issue.

It has been mentioned that Kalabagh Dam is over. Sir, a contentious issue like this as they say is over, because it was never discussed in the cabinet. It is over, because it was never discussed in the Parliament? It is over, because it never came in the National Assembly. It is never come in the Senate and decision has been taken just of the cuff by a minister making that statement. Why raise these contentious issues? Why not leave the matter as it was. We will debate over it. We will find out what is the way. Whether we should have it or not? Why tell everbody at this moment, largest province of the country Punjab is keen because of what they understand that it is necessity not only for them but for the country that Kalabagh Dam should be built. Why tell them just like that abruptly, in a manner as if they don't matter whatsoever that it is no longer a part of the budget. Why create anger? Why create frustration at this moment?

Sir, jurisdiction of the Supreme Court is sought to be taken away according to this Constitutional package. I am surprised, lawyers are wanting the independence of judiciary and my government on the other side is saying we want to take away the jurisdiction of the Supreme Court. Sir, these are contentious issues, don't raise them at this moment. They can be sorted out when the time comes. Take your time, determine your

priority. Go in the right manner. You have got a chance at this moment, somebody has to get up from that side and say that yes, we are in difficulties and therefore, we will keep these matters later, let us solve out the problem which is immediately facing our country.

Sir, good decisions today particularly in the present time only be taken byreconciliation, if you are ready to go hand in hand with everybody, decisions will be taken, decisions may be good or bad, history will determine it in future but indecisions which is what is happening for the last 3 months when there are no decisions being taken worth while. That is a crime. That is an intstantaneous crime, that is blas phemy against good governance, it is negation of good governance, this is unfotunately what we have been witnessing for the last few months. Sir, for God's sake let us get together, let us put our House together, we as an Opposition, have offered you, we on the side of the Opposition have accepted you, we have offered you our hands of cooperation but somehow, we heve been told that we alone have got the mandate or this is our mandate. Sir, let us analyse, what is the mandate? When you have election, you want to find out what is the mandate, if you want to find out the mandate then in my interpretation, the mandate of present elections is very simple, it is please cooperate with each other, if the mandate was any different one party would have got enough majority in all the houses to run the government by itself or even enabled to amend the Constitution. Where is that mandate? If that mandate had been given to whatever you like you could amend but the people have not given you that mandate and

the mandate is only to cooperate with each other. Then please cooperate with each other.

Now, sir look at this constitutional package, constitutional package has been prepared and they are trading it between themselves and it is said that they are not going to show it to Pakistan Muslim League for any discussion. Sir, do they know that without us, they cannot change a comma, they cannot change a semicolon, they cannot change a full stop of the Constitution without our help. And yet they say, we are not going to cooperate with you, is this attitude of reconciliation, is this for which Mohtarma Benazir Bhutto came and gave her life, is this the lesson of the book that she has written? For God's sake don't go on the wrong track, come back to your own normal position as you had taken in the very beginning. Take everybody with you and that is the only way that you shall be able to bring this country back to normal. Sir, I know when I sit down, somebody will get up and will tell me that why did you not point out these things earlier, somebody may get up and say, well, we know, we are in the government, we are not running a Kindergarten, as was said last time. Sir, I will give my response via to Ghalib who very rightly said;

بازیچہ اطفال ہے دنیا میرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا میرے آگے

جناب چیئرمین، مولانا محمد صالح شاہ۔ But I think, we should not...

Senator Ilyas Ahmad Bilour: No, sir, only one point sir. I am just talking on the Kalabagh because the Kalabagh has been discussed in

this House when their Government was there and it has been discussed thread barely. And No. 2, for Kalabagh, three Provincial Assemblies have unanimously passed that there should not be any Kalabagh, now after that this announcement, I have great respect, great honour for honourable Senator Mr. S.M Zafar but I think, he should not have taken Kalabagh like this that it has not been discussed, it has been discussed and it has been discussed quite so many times and three provincial assemblies's unanimous decision is that Kalabagh should not be there. Thank you very much.

Mr. Chairman: He is linking to a chain of events.

مولانا محمد صالح شاہ۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین صاحب! ہم کمانڈر خلیل صاحب کو most welcome کہتے ہیں۔

جناب چیئرمین، جی، جی کہہ چکے ہیں۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ قریشی، نحمدہ نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (تلاوت)۔ محترم جناب چیئرمین صاحب! امن و امان کے سلسلے میں، میں کچھ معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں جنوبی وزیرستان سے تعلق رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ کا mike on ہے؟

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ قریشی، جی جناب۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ قریشی، میں جنوبی وزیرستان سے تعلق رکھتا ہوں اور ہمارے قبائل کے عموماً جو حالات ہیں، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں اور خصوصاً South اور North وزیرستان کے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم یہ بھی سن رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ موجودہ

امن و امان کے سلسلے میں target ہمیشہ کے لیے یہی قبائل عموماً اور خصوصاً South اور North وزیرستان ٹھہرائے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں، میں نے 3, 4, 5 جون کو جو کچھ دیکھا اور ہم نے جن حالات کو مشاہدے سے دیکھا۔ جناب چیئرمین صاحب! میں اکیلا نہیں تھا، میرے ساتھ Political Agent South Waziristan اور Assistant Political Agent South Waziristan بھی تھے اور تمام سرکاری اداروں کے سرکردہ افسران صاحبان بھی تھے، ISI والے اور MI والے، IB والے آدمی اس team میں شریک تھے۔ جناب چیئرمین صاحب! پچھلی جنوری، فروری میں ہمارے South Waziristan خصوصاً محسود قبائل کے خلاف operation کیا گیا تھا، اس operation کی زد میں ہماری تمام قوم محسود نے اپنے مکانات کو چھوڑ کر، نقل مکانی کر کے ادھر ادھر تقسیم ہو گئے۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان، ٹانک میں اور مختلف اطراف میں مختلف مقامات پر چلے گئے۔ جناب چیئرمین صاحب! operation کی وجہ سے تقریباً پورا وزیرستان جس میں ہمارے محسود قبائل آباد تھے، ایک لاکھ ساٹھ ہزار، ایک لاکھ پچاس ہزار لوگ وہاں سے نقل مکانی کر کے باہر نکلے تھے۔ یہ تقریباً دس، بارہ دن ہو گئے کہ دس، بارہ دن کے بعد آنے جانے کی اجازت ملی تو یہ لوگ یہی سوچ رہے کہ ہمارے تین، چار مہینے جو باہر گزرے ہیں، ہم اگر واپس آئیں گے تو شاید ہمارا اپنا ملک، اپنا وطن اور بستیاں اسی طرح آباد ہوں گی۔

جناب چیئرمین صاحب! اس وقت جو Political Agent جنوبی وزیرستان ساگی تھے اور یہ تقریباً 60, 70 بندے ہم اس دورے میں شریک تھے۔ جناب چیئرمین! ہم نے یہ ثابت کیا اور ہم نے یہ محسوس کیا کہ یہ حالات آفاقی نہیں ہیں، یہ حالات پیدا کردہ ہیں اور ان حالات کے امن و امان کو خراب کرنے کے لیے کچھ ایسی machinery کچھ ایسے حالات پیش آتے ہیں کہ اگر کوئی بندہ، کوئی طاقت ایسی ہے ۔ کوئی ایسی قوتیں ہیں کہ امن و امان کو آگے بڑھانا نہیں چاہتے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں اس House کے سامنے یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ South Waziristan میں جو تباہی ہوئی ہے، میں یہ کبھی سفارش نہیں کرتا کہ جو مجرم ہو یا عسکریت پسند ہو، میں اس کی سفارش کرتا ہوں لیکن جو بے گناہ ہو، مظلوم ہو۔ وہاں جتنے مکانات تباہ ہوئے ہیں تو سب اکثریت یعنی 99 فیصد بے گناہ لوگوں کے مکانات تباہ ہوئے ہیں اور برباد کیے گئے ہیں۔ Jet طیاروں کی بمباری سے ملیامیٹ کر دیے گئے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب!

ایسے مکانات جو جلا دیے گئے ہیں اور خراب کیے گئے ہیں' ان کی تعداد ہزاروں سے بڑھ گئی ہے' میرے اندازے کے مطابق' ہم نے جو سرسری اندازہ لگایا ہے'وہ تقریباً 1500 سے لے کر' 2000 تک مکانات تباہ ہو گئے ہیں اور اتنے بڑے بڑے قلعہ نما مکانات تھے ہم نے ان کا سرسری 7,8 ارب تک تخمینہ لگایا ہے۔

جناب چیئرمین! اس آپریشن کے ضمن میں وہاں صورتحال کچھ ایسی پیش آئی ہے کہ مثال کے طور پر میں ایک مجرم ہوں اور مجرم ہونے کے ناتے چاہیے یہ کہ میرے گھر کو مسمار کیا جائے' مجھے قتل کیا جائے' مجھے گرفتار کیا جائے نہ یہ کہ مجرم کو حفاظت دی جائے' مجرم کے گھر کو نقصان نہ پہنچایا جائے اور مجرم کے ساتھ دائیں' بائیں طرف جو بیگناہ آباد لوگ ہیں ان بیگناہ معصوم لوگوں کے مکانات کو تباہ کیا جائے' جلا دیا جائے۔ اس دفعہ آپریشن میں صورتحال کچھ ایسی ہی پیش آئی ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے تحصیل سرارروا' تحصیل لدا' تحصیل تیاردا' ان تین تحصیلوں کا دورہ کیا۔ جناب چیئرمین! تحصیل سراروا میں اتنا زیادہ نقصان' بربادی اور تباہی دیکھی کہ جتنی بالاکوٹ اور بٹ گرام میں زلزلہ کی وجہ سے تباہی ہوئی تھی اور میں اس ہاؤس کے سامنے ثابت کر سکتا ہوں کہ موجودہ ساؤتھ وزیرستان میں خصوصاً آپریشن کی وجہ سے قوم محسود کی جو تباہی ہوئی یہ بالا کوٹ کے زلزلہ کے بعد دوسرے نمبر پر ہوئی ہے' جانی نقصانات کم ہوئے ہیں لیکن جو مالی نقصانات ہوئے ہیں وہ حد سے بالا تر ہیں۔

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپریشن کرنے سے پہلے تو مذاکرات کی وساطت سے مسائل ہو سکتے ہیں اور اگر مذاکرات سے مسئلہ حل نہ ہو سکے تو آپریشن کی نوبت آتی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس بندے کا' اس گروہ کا' اس جماعت کا آپریشن کرنا چاہیے جو کہ مجرم ہو اور مجرم کے ایک' دو' تین' چار یا سات بندے ہو سکتے ہیں نہ کہ ہزاروں لوگ' ہزاروں کی آبادی کیسے تباہ و برباد ہو سکتی ہے۔ اسی 3,4,5 جون کو جب ہم ساؤتھ وزیرستان ان تحصیلوں میں گئے اور political agent South Waziristan فضل ربی صاحب بھی ساتھ تھے' ہمارے محسود قوم کے مشران اور عمائدین بھی ہمارے ساتھ تھے۔ ہم نے یہ محسوس کیا کہ جن لوگوں کے مکانات تباہ و برباد ہوئے ہیں' حکومت نے ان کے لیے ایک مستقل کمیٹی بنائی ہے جس میں political agent اور تمام سرکاری اداروں کے سربراہان' ISI, MI اور IB والوں کا بھی ایک بندہ ہے۔ یہ

کمیٹی تخمینہ لگائے گی کہ کتنے نقصانات ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! تاحال ان لوگوں کی کوئی امداد نہیں کی گئی۔ پاکستان میں جو غلہ اور گندم کے بارے میں حالات ہیں، قبائل میں تو اس سے بھی بدتر ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جو نقصانات اور پریشانی ان پر آئی ہے فی الحال وہاں جو لوگ آباد ہیں وہ ایسے لوگ ہیں کہ ایک ایک خیمہ، ایک ایک گھر کو ملا ہے اور تقریباً ایک یا دو خیموں میں ان لوگوں کی گنجائش مشکل ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپریشن یا حکومت کی طرف سے کوئی ایسا action بیچ میں آتا ہے تو اس میں معصوم بیگناہ لوگوں کا تو کچھ خیال رکھنا چاہیے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک گناہگار کے ساتھ دو، تین، چار بندے تو آپریشن کی زد میں آ سکتے ہیں لیکن اتنے وسیع پیمانے پر ان لوگوں کے مکانات کو برباد کرنا، جلا دینا اور ملیامیٹ کرنا یہ تو آپریشن کے تقاضے نہیں ہیں۔ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ امن کی فضا خود بخود خراب ہو رہی ہے۔ جن لوگوں کے مکانات تباہ ہوئے وہ جب تین چار مہینوں کے بعد واپس آئے تو اپنے مکانوں کو دیکھا تو ہر ایک کا مکان صفحہ ہستی سے مٹ گیا تھا۔ فطری تقاضا یہ ہے کہ یہ لوگ خود بخود حکومت کے مخالف ہو گئے اور جب تک ان لوگوں کا مداوا نہ کیا جائے گا، ان لوگوں کے ساتھ ہمدردی نہ کی جائے گی تو اس کا نتیجہ مثبت نہ ہو گا۔ لہذا میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس آپریشن میں جو نقصانات پیش آئے۔۔۔، کمیٹی تو اس کا تخمینہ تقریباً 20,25 دن کے بعد لگائے گی۔

جناب چیئرمین! میں اس کے ساتھ ساتھ smuggling کے بارے میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے قبائل میں عموماً اور خصوصاً North, South Waziristan ان دو راستوں پر اور کل بھی میں نے اوصاف اخبار میں دیکھا کہ کوئٹہ بلوچستان میں ایک container جس پر اقوام متحدہ کے stickers لگائے گئے تھے اس میں غلہ تھا۔ میں اور political agent دونوں ساؤتھ وزیرستان گئے تھے اور جو smuggling ہو رہی تھی اس کی روک تھام کے لیے ہم نے جب تفکر کیا تو تقریباً 99% ہمیں یہ رپورٹ ملی کہ یہ smuggling اسی راستے سے یعنی Northern Waziristan کے راستے پر ہو رہی ہے اس کے لیے بارڈر کے اس طرف agent بیٹھے ہیں اور ہمارے پاکستان کا سارا غلہ وہاں آتا ہے اسے جمع کیا جاتا ہے یعنی 5000 فی بوری ہے، وہاں پانچ، ساڑھے پانچ ہزار کی ایک بوری ملتی ہے اور ادھر سات ہزار فی بوری قیمت دی جاتی ہے۔ اس کو سٹاک کر کے اس پر spray کیا جاتاہے۔ جناب چیئرمین صاحب یہ غور طلب بات ہے، ہمارے

ڈیزل کا بھی یہی حال ہے لیکن غلے کے بارے میں بھی یہی صورتحال ہے اور 99% ہمیں یہی رپورٹ ملی کہ جتنا غلہ اس راستے سے smuggle ہو رہا ہے' اس کے لیے بارڈر کے اس طرف agent بیٹھے ہیں وہ دو دو ہزار روپے فی بوری منافع دیتے ہیں۔ اس کو سٹاک کر کے اس پر spray کیا جاتا ہے تاکہ پاکستان کو اقتصادی طور پر تباہ و برباد کیا جائے۔ ہمارے ڈیزل کی بھی یہی صورتحال ہے کہ وہ ہر روز smuggle کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپریشن کی زد میں جو ہمارے محسود قبائل کے اور محسود قوم کے نقصانات ہوئے ہیں اس کا پورا پورا معاوضہ دیا جائے ورنہ اس کے منفی نتائج نکلیں گے۔ دوسرے جو ان راستوں پر smuggling ہو رہی ہے اس کی روک تھام کے لیے مثبت اور دیر پا اقدامات کی ضرورت ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین، میں ابھی بات نہیں کرنا چاہ رہی۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ میر اسرار اللہ زہری صاحب' گلشن سعید صاحبہ' کوثر پروین صاحبہ' ڈاکٹر خالد رانجھا' ڈاکٹر فردوس صاحبہ آپ بولنا چاہتی ہیں' میر نصیرمینگل صاحب بھی نہیں ہیں' پری گل آغا آپ بولنا چاہیں گی'۔جی نیلوفر بختیار صاحبہ۔

سینیٹر نیلوفر بختیار ، جناب چیئرمین صاحب! جب سے یہ law and order پر debate شروع ہوئی ہے' مجھے کچھ تقاریر سننے کا اتفاق ہوا۔ جب اس طرف سے بات ہوتی ہے تو وہ اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ کسی طرح سے نئی حکومت کو گرانے کی بات ہو' انتظار میں بیٹھے ہیں کہ کوئی لغزش ہو' کوئی غلطی ہو' اس میں رکاوٹ ڈالی جائے ۔ ادھر سے جب بات کرتے ہیں تو وہ defensive ہوتے ہیں۔ وہ یہی کہہ جاتے ہیں کہ جو کچھ آج ہو رہا ہے وہ صرف پچھلی حکومت کی وجہ سے ہو رہا ہے ۔ اب جناب والا! بات یہ ہے کہ جو پاکستان کے عوام ہیں وہ اس tit for tat کی پالیسی سے اتنے تنگ آ چکے ہیں کہ یقین مانیے کہ as a parliamentarian میں اس کرسی پر بیٹھے ہوئے یہ محسوس کرتی ہوں کہ ابھی تک ہم نے law and order کے سلسلے میں کوئی concrete تجاویز' کوئی proposal کوئی لائحہ عمل تیار نہیں کیا۔

جناب والا! ایک بات کو debate کرنا، discuss کرنا، ایک دوسرے کی پگڑی اچھالنا، اگر صدر مشرف کی بات کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ جنرل نے یہ کہا، مشرف نے یہ کہا۔ زرداری صاحب کی بات کرتے ہیں تو زرداری نے یوں کہا۔ جناب! جس کو جو عزت اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے بحیثیت ایک parliamentarian کے، چاہے ہم television programme میں بات کریں، چاہے ہم radio پر ہوں، چاہے ہم floor of the House پر ہوں، ہمارا یہ فرض بنتا ہے، پوری قوم کی نظریں ہم پر لگی ہیں کہ کسی پارٹی کے سربراہ کی، ملک کے سربراہ کی ہم بات کرتے ہیں تو اس کی عزت اور احترام ہم سب پر واجب ہے۔

دوسری بات جناب والا! جو میں کہنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ law and order کی deterioration کا یہ حال ہے کہ ایک ماں کی حیثیت سے میرے پاس صرف ایک سوال ہے اور Interior Minister صاحب سے میں صرف اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ ہمیں یعنی ماؤں کو یہ guarantee چاہیے کہ جب ہم اپنے بچے صبح سکول بھیجیں تو وہ بچے شام کو گھر واپس آ جائیں۔ جناب! جب یہ حادثہ اسلام آباد میں ہوا تو مجھے احساس ہوا۔ مجھے احساس اس وقت بھی ہوا تھا جب Army Medical College کے بچوں کی بس کے اوپر attack ہوا تھا۔ مجھے تب بھی احساس ہوتا ہے جب باجوڑ ایجنسی میں بچوں کو یہ کہہ کر bombardment کا شکار کیا جاتا ہے کہ وہ دہشت گرد تھے۔ مجھے سب چیزوں کا احساس ہے لیکن میں جھوٹ نہیں بولنا چاہتی۔ ایک بہت سخت ڈر اور خوف میرے دل میں اس وقت پیدا ہوا جب Headstart School کے ساتھ یہ بم دھماکہ ہوا چونکہ اس سکول میں میرا اپنا بچہ پڑھتا ہے۔ مجھے اس وقت یہ احساس ہوا کہ پارلیمنٹ ایک طرف، وزارت ایک طرف، حکومت ایک طرف ماں کا دل کیا ہوتا ہے اور جس ماں کے بچے کے لیے یہ security نہیں ہے کہ وہ شام کو سکول سے واپس گھر آ جائے گا یا جس ماں کے پاس یہ guarantee نہیں ہے کہ اگر اس کا بچہ سڑک کے پار میدان میں کھیل رہا ہے تو وہ کرکٹ کھیلنے کے بعد اپنے گھر ہی واپس پہنچے گا یا اس ماں کے پاس یہ guarantee نہیں ہے کہ جمعہ کی نماز کے لیے وہ اپنے بچے کو مسجد میں بھیجتی ہے تو بار بار گھڑیوں پر یہی دیکھتے رہتے ہیں کہ بچہ واپس آیا یا نہیں آیا۔ خدا کے واسطے ایک تو اتنا کرم ہم پر کریں کہ یہ تمام جو آپ کی Embassies ہیں ان کو residential areas سے remove کریں۔ خدا کے واسطے کوئی ایسی

Committees بنائیں جن میں عام citizens کو involve کریں۔ ان نمائندوں کو بلائیں جو مختلف اداروں کو represent کرتے ہیں، ان سے صلاح ومشورہ کریں۔ یہ بے وجہ debate جو ہم یہاں بیٹھ کر کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے اوپر point scoring کرتے ہیں، اس سے law and order کی situation improve ہوتے ہوئے مجھے نظر نہیں آتی۔ آپ سکولوں کے نمائندوں کو بلائیں۔ ان کو training دیں۔ میں جب ہم چھوٹے ہوتے تھے تو ہمارے سکولوں میں ایک emergency occasions and situations کی training ہوا کرتی تھی۔ آگ لگ جائے تو اس میں سے آپ نے باہر کیسے آنا ہے۔ آج کس سکول میں حکومت نے کوئی training programme کرایا ہے؟ کس principal کو ہم نے بتایا ہے کہ اگر ایک بم کہیں سکول میں نظر آ جائے تو اس کو وہاں سے remove کیسے کرنا ہے۔ اگر بس میں بم نظر آ جائے تو کس بس سروس کو ہم نے اس training programme میں involve کیا ہے؟ ٹرینوں سے ہم نے کیا بات چیت کی ہے؟ جناب والا! یہ issues ہیں، ان کی طرف ہمیں نظر ڈالنی چاہیے، بجائے اس کے کہ ہم بیٹھ کر صرف اس پر بات کرتے ہیں کہ situation بہت خراب ہے، بہت برا حال ہے۔ آپ نے ایسا کیا تو ایسا ہو گیا۔ یہ والے کہتے ہیں کہ نہیں آج آپ برسے ہیں۔ ہم ذرا کم برسے تھے۔

جناب والا! دوسری بات جو میں آج on the floor of the House کہنا چاہتی ہوں بحیثیت ایک parliamentarian کے۔ پہلی بات میں بحیثیت ایک ماں کے کر رہی تھی۔ جناب والا! law and order کی جو بھی situation آج ملک میں ہے اس میں ایک بہت اہم حصہ long march کا بھی ہو گا۔ یہ جو وکلاء پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف ملک کے کونے کونے سے اکٹھے ہو کر روانہ ہو چکے ہیں، ان کی نظریں آج پاکستان کی پارلیمنٹ کی طرف لگی ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ان کا ہماری طرف دیکھنا، ان کا ہماری طرف منہ کرنا، ہر قافلے کا پاکستان کے ہر کونے سے، وہ گرمی جھیلیں گے، وہ سختیاں جھیلیں گے، وہ پولیس کے ڈنڈے کھا کر یہاں تک پہنچیں گے، اس میں ہم parliamentarians کی کیا حکمت عملی ہے؟ میں نے ایک resolution آپ کے پاس جمع کروایا تھا، اللہ آپ کو خوش رکھے وہ resolution بھی آپ نے گم کر دیا ہے۔ چلیں وہ گم ہو گیا۔ رضا ربانی صاحب میری طرف دیکھ رہے ہیں لیکن مجھے پتا تھا کہ میرا Judiciary تین

نومبر والی resolution کی restoration کا تین نومبر والی کا یہاں آنا ممکن نہیں ہے' اس کا وہ قرعہ نکلے گا بھی نہیں۔چلیں وہ نہیں نکلا لیکن اب 12 مارچ کے لیے میں اس floor کے اوپر یہ اعلان کرنا چاہتی ہوں کہ بحیثیت ایک Senator کے چونکہ ہم ووٹ لے کر یہاں ایوان میں آتے ہیں' اگر آج ملک میں ایک serious situation ہے' اس situation کو handle کرنے کے لیے ہم کیا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ہمارا کردار یہ ہونا چاہیے کہ ہم فراخ دلی سے یہ کہیں' دیکھیے اس long march میں بچے بھی ہیں' عورتیں بھی ہیں' وکلاء بھی ہیں' سول سوسائٹی کے نمائندے ہیں اور جن لوگوں کے پاس وہ اپنی شکایت لے کر آ رہے ہیں' اپنی تکلیف کی وجہ کو دور کرنے کے لیے' وہ لوگ مزے سے airconditions میں بیٹھے ہیں اور' اور موقعوں اور موضوعات کے اوپر تقاریر کر رہے ہیں۔ تقاریر کا رخ صرف اس بات پر ہونا چاہیے کہ 12 مارچ کو کتنے parliamentarians پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر کھڑے ہو کر ان وکلاء کو receive کریں گے۔

جناب والا! 12 جون کو میں on the floor of the House یہ کہنا چاہتی ہوں کہ چاہے میں اکیلی ہوں' چاہے میرے ساتھ یہ بہنیں ہوں' چاہے میرے ساتھ میرے بھائی ہوں' میں پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر کھڑی ہو کر وکلاء کے اس جلوس کا انتظار ضرور کروں گی کیونکہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس بھرپور جدوجہد میں ہم اپنا حصہ ضرور ڈالیں۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی طاہرہ لطیف صاحبہ آپ بولنا چاہتی ہیں۔

سینیٹر طاہرہ لطیف، شکریہ جناب۔ دہشتگردی اور خودکش حملوں سے ملکی سلامتی اور امن کو خطرات لاحق ہیں' اس لیے قانون نافذ کرنے والوں اداروں کو زیادہ فعال بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ مہنگائی ہے۔ چند ماہ میں یہ مہنگائی دگنی تگنی بڑھ گئی ہے اور law and order خراب ہونے کی یہ بہت بڑی وجہ ہے کہ لوگ بھوکے مر رہے ہیں اور لوگ تنگ ہیں اور خودکشیاں کرنے پر مجبور ہیں۔ اخبار اٹھا کر دیکھیں تو قتل' ڈاکے اور چوریاں عام ہو چکی ہیں اور کوئی بھی محفوظ نہیں ہے۔ چھینا جھپٹی ہو رہی ہے۔ 3 مئی کو ڈنمارک کے سفارتخانہ میں دھماکہ ہوا اور بہت سے لوگ مر گئے اور بے شمار لوگ وہاں پر زخمی بھی ہوئے۔ اگلے دن پنڈی میں قتل ہوا' چکوال کچہری میں گولیاں چل گئیں جس میں دو بھائی ہلاک ہو گئے' گوجر خان

میں پٹرول پمپ پر ڈاکہ پڑا، کوہاٹ میں بم دھماکہ ہوا، مہمند ایجنسی میں firing ہوئی اور rockets چل گئے، میران شاہ میں video shop اڑا دی گئی اور بیس آدمی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اگر آپ آج کے اخبار دیکھیں تو یہ تمام انہیں باتوں سے بھرے پڑے ہیں اور امن و امان کی صورتحال کا اندازہ ان چیزوں سے لگایا جا سکتا ہے۔ دہشت گردی کو کنٹرول کرنے کے لیے۔ جناب چیئرمین! میں چند تجاویز دینا چاہتی ہوں وہ یہ ہیں کہ امن و امان کی بڑی وجہ مہنگائی ہے اس کے لیے میں نے پہلے بھی یہ کہا تھا کہ حکومت جو kitchen items ہیں جن میں آٹا، دالیں، چاول، گھی، چینی وغیرہ ان کو بہت سستا کر دے اور اس کی فراوانی کردی جائے۔ اس کے بعد سیکیورٹی پلان کو از سرنو مرتب کیا جائے، امن کمیٹیاں بنائی جائیں۔ میں پاکستان کے تمام شہریوں سے اپیل کرتی ہوں کہ سب مل جل کر اس پر کام کریں اور دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے سب مل کر کام کریں اور اس میں سب اپنا اپنا حصہ ڈالیں۔ جو اہم سرکاری اور نیم سرکاری ادارے ہیں ان کے روٹ بھی تبدیل کیے جائیں تاکہ وہاں پر کوئی ناخوشگوار واقعہ نہ ہو جس طرح ڈنمارک کے سفارت خانے کے نزدیک ایک دھماکہ ہوچکا ہے، اس قسم کی چیزیں آئندہ نہ ہوں۔ جناب چیئرمین! اگر آپ آج کے اخبارات دیکھیں تو اخباروں میں اتنا کچھ بھرا ہوا ہے کہ پڑھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے کہ ہمارے ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ جناب میں اپنے Parliamentarians سے اور تمام پاکستانیوں سے یہ اپیل کرتی ہوں کہ سب مل جل کر دہشت گردی کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی ریحانہ صاحبہ۔

Senator Rehana Yahya Baloch: Thank you Mr. Chairman, I just take half a minute. I wanted to thank Mr. Rehman Malik and of course, the ruling party for atleast considering the cases of the Baloch like Akhtar Mangal who was released and atleast he is free in his movement in Balochistan where he can say freely whatever he wants and meet his people and his party leaders and about Ghazan Marri that was great news

that Ghazan Marri has been given his passport and he is no more on the ECL but if Mr. Malik could consider Haris Baz case who is in London, also he is on the ECL with his family

بچے ہیں ، بیوی ہے سب لندن میں ہیں۔ ان کے cases کو بھی اگر آپ consider کریں اور بالاچ مری کے unfortunate death کو بھی آپ probe کریں کہ

why was he killed, by was he killed, I think most of Balochistan would be very grateful to this. Thank you very much.

جناب چیئر مین، جی ڈاکٹر ساعد۔

Senator Dr. Muhammad Said: I entirly agree with the views expressed my sister from that side as the Long March is going to be a very important event and the solution is not just to receive the long march outside the Parliament Building rather I think we should have debate on the demands, we should have a debate for one or two days on the demands of the long march and to what extent we can have them. Thank you.

جناب چیئر مین، جوگیزئی صاحب آپ نے بولنا ہے۔جی جب تک اذان ہوتی ہے تب تک آپ بول لیں۔ آپ پہلے بول لیں۔

سینیٹر نواب ایاز خان جوگیزئی ، شکریہ جناب چیئرمین! پچھلے کچھ دنوں سے جو law and order کے بارے میں بات ہو رہی ہے، وقت کم ہے اور مسائل زیادہ ہیں۔ جناب چیئرمین! اللہ پاک کا قرآن حکیم میں فرمان ہے کہ نہیں بدلتا میں اس قوم کی حالت جو قوم خود اپنی حالت بدلنے کی کوشش نہیں کرتی۔ جناب چیئرمین! اگر ہم دیکھیں کہ انسانوں کی تاریخ تقریباً لگ بھگ تیس ہزار سالوں پر محیط ہے۔ان تیس ہزار سالوں میں انسان ایک process کے ذریعے اشرف المخلوقات بنا ہے ۔ اس میں انسان کو دو laws کی زنجیروں میں جکڑا گیا ہے۔ ایک

مذہب کا اور دوسرا حکومت کا۔ جب یہ دونوں laws کمزور ہوجاتے ہیں تو انسان وحشی بن جاتا ہے۔اب ہمارے اس ملک میں اس وقت یہ دونوں laws کمزور پڑ چکے ہیں جس سے اس پورے ملک میں لوگ ذبح ہو رہے ہیں' لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں' لوگ آٹے کے لیے لوگوں کو قتل کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! ملک میں ایسی انارکی پھیلی ہوئی ہے جس سے کئی خرابیاں جنم لے رہی ہیں۔ رشوت بڑھ رہی ہے' لوٹ مار بڑھ رہی ہے' Law enforcement کی یہ حالت ہے کہ ہمارے کوئٹہ شہر کو ہی آپ لے لیں کہ ایک فورس کو تحفظ دینے کے لیے دوسری فورس کھڑی رہتی ہے' پھر دوسری کے تحفظ کے لیے تیسری فورس کھڑی رہتی ہے۔ یعنی پولیس کو تحفظ دینے کے لیے ایف سی اور ایف سی کو تحفظ دینے کے لیے فوج کھڑی ہوتی ہے۔سارے کوئٹہ شہر میں چوکیاں بنی ہوئی ہیں۔ اس کوئٹہ شہر کی ایک خوبصورتی جو انگریز کے دور سے' جو وہاں پر گھروں کے باہر گرل لگے ہوئے تھے' جو پارکوں کے آگے گرل لگے ہوئے تھے اب وہاں پر اس دہشت گردی کی وجہ سے سارے offices 'سارے جو بنگلے ہیں Army والوں کے بنگلے ہیں' ان کی دیواروں کو دن بدن بڑھایا جا رہا ہے اونچا کیا جا رہا ہے۔ وہاں ایف سی ہیڈکوارٹر کے سامنے آٹھ فٹ کی ایک دیوار تھی جہاں پر ایف سی کے جنرل صاحب بیٹھتے ہیں' اس دیوار پر سات فٹ اور دیوار چڑھائی گئی ہے۔ ایک دن میں نے جنرل صاحب کو کہا کہ یہ دیوار خود گرے گی اور اس کے نیچے آپ دب کے ختم ہو جاؤ گے۔سارے شہر میں بیریئر لگے ہوئے ہیں 'آنے جانے میں بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔ جناب چیئرمین! ایسی حالت میں جہاں پر آٹا ناپید ہے' تحفظ نہیں ہے' روزگار نہیں ہے' لوگ بچیوں کو بیچ رہے ہیں' خودکشیاں بڑھ رہی ہیں تو جناب چیئرمین! ایسا لگتا ہے کہ یہ ملک اس ٹائی ٹینک جہاز کی طرح آہستہ آہستہ ڈوبتا جا رہا ہے۔ حکمران تو کشتیوں میں بیٹھ کر یورپ اور امریکہ کی طرف نکل جائیں گے انہوں نے تو پہلے سے وہاں پر اپنے لیے arrangement کیا ہوا ہے۔لیکن بدقسمت یہ سولہ کروڑ عوام ہے یہ کدھر جائیں گے' یہ کیا کریں گے۔

جناب چیئرمین! پچھلے پندرہ بیس دنوں سے قلعہ عبداللہ میں دو فریقین کے درمیان لڑائی چل رہی ہے heavy weapons استعمال ہو رہے ہیں راکٹ لانچر استعمال ہو رہے ہیں' لوگوں کے گھروں کو آگ لگائی جا رہی ہے' ان کے ٹیوب ویلوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے اور باغات

کاٹے جا رہے ہیں۔ اب تک چودہ پندرہ دنوں میں ایک بھی حکومت کا بندہ وہاں پر نہیں گیا ہے کہ یہاں پر کیا ہو رہا ہے۔جناب چیئرمین! بہت سارے مسائل ہیں کیوں کہ وقت کی کمی اور اذان کا وقت ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! جب تک ہم اپنے ہمسایوں کے ساتھ اچھے تعلقات نہیں بنائیں گے یہ مسئلے دن بدن بڑھتے جائیں گے۔ جناب چیئرمین! میں خود حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ' رحمان ملک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ان کی توجہ کہیں اور ہے۔خود وہ دو دن پہلے افغانستان گئے ہوئے تھے اور کرزئی صاحب سے ان کی ملاقات ہوئی تھی۔ جناب چیئرمین! افغانستان جرگہ ہوا۔ بہت بڑا اور اچھا جرگہ ہوا ' نمائندہ جرگہ ہوا اس کے بدلے میں کیوں کہ اس سے ایک اچھی فضا پیدا ہوئی اب اس کے بدلے میں یہاں پاکستان میں جرگہ ہونا تھا تاکہ اس peace process کو ہم آگے بڑھا سکیں لیکن کافی وقت گزرنے کے بعد تقریباً ایک سال ہو چکا ہے لیکن اس پر ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔میں آپ کے توسط سے موجودہ حکومت کو درخواست کرتا ہوں کہ فوراً جتنا جلدی ہوسکتا ہے پاکستان میں جرگہ منعقد کیا جائے تاکہ پاکستان اور افغانستان کے حالات پر بات چیت ہوسکے۔ اگر حکومت اس position میں نہیں ہے تو میں offer کرتا ہوں کہ میں کوئٹہ میں جرگہ منعقد کرواؤں گا۔ پہلے مرحلے میں پاکستان کے borders پر جتنے بھی ہمارے پشتون tribes ہیں' جنوبی پشتونخواہ ہے' شمالی پشتونخواہ ہے اور ہمارے قبائلی علاقے ہیں' پہلے مرحلے میں' میں چاہتا ہوں کہ ایک جرگہ بنایا جائے تاکہ ہم بیٹھ کر اپنے issues پر بات کرسکیں' تاکہ ہم بیٹھ کر ہمارے ملک میں جو کچھ ہورہا ہے' جو ہمارے پشتون عوام پر بمباری ہو رہی ہے' جو ہمارے پشتون بچوں کو suicide کے لیے جیکٹ بندھوائے جارہے ہیں' جرگہ منعقد ہو تاکہ ہم بیٹھ کر یہ سارے مسئلے حل کریں۔ جب ہم ایک ہوجائیں گے' جب ہم آپس کے مسئلے حل کرلیں' تو پھر ہم چاہتے ہیں کہ دوسرے مرحلے میں' ہم اپنے افغان بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر ان مسائل پر بات کریں۔

یہاں پر ایک فضا بنائی گئی ہے کہ Northern Alliance والے' فلانے alliance والے' یہ ہو رہا ہے' وہ ہورہا ہے۔ میں خود گیا ہوں' بارہ دن میں نے Northern Alliance کی جتنی بھی leadership تھی ان سے تفصیلی بات چیت کی۔ وہ اس favour میں ہیں' وہ چاہتے

ہیں کہ پاکستان کے جتنے بھی parliamentarians ہیں وہ آئیں، ہمیں بلائیں تاکہ ہم جاکر ایک دوسرے کے خیالات کو سنیں، ہم ایک دوسرے کو سمجھائیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں، ہم اچھے تعلقات چاہتے ہیں، ہم بھائیوں والے تعلقات چاہتے ہیں تاکہ پاکستان کی انڈسٹری چل سکے، تاکہ ہمیں سمندر تک راستہ مل سکے۔

جناب چیئرمین! یہ اکیسویں صدی ہے۔ دور جہالت گذر چکا ہے۔ اب دنیا ایک global village بن چکی ہے اور ہم واپس پیچھے stone age کی طرف جا رہے ہیں۔ یعنی کتنی بری بات ہے کہ ہم اپنے آپ کو زرعی ملک کہتے ہیں اور اس زرعی ملک میں آٹا نہیں مل رہا۔ گاڑیاں موجود ہیں، جہاز ہیں لیکن آٹا نہیں ہے۔ اس لیے جناب چیئرمین، میری رحمٰن ملک صاحب سے یہ request ہے کہ جتنا بھی جلدی ہوسکتا ہے، اس جرگہ کو منعقد کرائیں تاکہ ہمارے اور افغانستان کے تعلقات بہتر سے بہتر ہوسکیں، جتنے بھی مسائل ہیں، وہ بیٹھ کر، جرگے کے ذریعے حل ہوں۔ یہ معلوم ہوا کہ اتنی لمبی لڑائی تیس سال تک لڑی گئی، جس میں سارے سپر پاورز استعمال ہوئے، اس دن جب میں پنج شیر اور سالم گیا تو دیکھا کہ سارے پہاڑ ٹینکوں کے پرزوں سے بھرے پڑے ہیں۔ وہاں پر بے تحاشا اسلحہ استعمال ہوا۔ لیکن جناب چیئرمین، ہم چاہتے ہیں کہ اب اس اسلحے کی نوبت نہ آئے۔ ہم ایک peace process کے ذریعے، جرگے کے ذریعے چاہتے ہیں کہ ہمسایوں کے ساتھ اچھے تعلقات بنائیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: پری گل آغا صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اس وقت ہمارے پاکستان میں law and order کا معاملہ بہت زیادہ خراب ہے۔ جس طرح میری بہن نیلوفر نے کہا کہ ہم مائیں اتنا ڈرتی ہیں کہ اپنے بچوں کو سکول بھیج کر پورا دن باہر کھڑے رہتی ہیں کہ خدانخواستہ اب دھماکہ ہوا۔ ہم law and order پر مسلسل بولتے رہتے ہیں، کبھی کبھی میں سوچتی ہوں کہ ہم یہاں جو بات کرتے ہیں اس پر کوئی عمل درآمد تو ہوتا نہیں۔ ہم کتنے ظالم ہیں کہ اپنے لوگوں کو خود مرتے ہوئے دیکھتے ہیں، کبھی پندرہ آدمی مر رہے ہیں، کبھی بیس مر رہے ہیں اور کبھی پچیس مر رہے۔ مسلمان مسلمان کو مار رہے ہیں۔ اس کے

باوجود بھی ہم کہتے ہیں کہ law and order بہت اچھا ہے۔ میں اس چیز کی پرزور مذمت کرتی ہوں اور مطالبہ کرتی ہوں کہ پوری پاکستانی عوام کی حفاظت کی جائے۔ ہمارے تمام پاکستانی اس وقت اتنے ڈرے ہوئے ہیں کہ گھر سے جب نکلتے ہیں---- میں چند دن قبل کراچی گئی ہوئی تھی تو وہاں پر کراچی کے لوگوں نے بتایا کہ صبح ہم نکلتے ہیں، یٰسین شریف کی تلاوت کرتے ہیں اور یہی دعا مانگتے ہیں کہ یا اللہ ہم صحیح سلامت اپنے گھر واپس آجائیں۔ اسی طرح کوئٹہ کے حالات بھی خراب ہیں۔ دن دیہاڑے بچوں کو مارنا، پوری بس کو اڑا دینا۔ جناب چیئرمین! میں پوچھتی ہوں کہ یہ لوگ جو اتنے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ ہمارا law and order اتنا اچھا ہو رہا ہے، آپ لوگ کبھی ایک دوسرے کو blame نہ کریں، اب یہ جان چھڑانے والی باتیں ہیں، اگر کسی کی ایک انگلی بھی ٹوٹے تو نقصان تو ہمارا ہے۔ نیلو فر نے ٹھیک کہا کہ الزام تراشی بند کی جائے۔ کم از کم ہمیں اپنے ملک کے لیے کوئی ایسا قدم اٹھانا چاہیے تاکہ ہماری پاکستانی عوام سکون سے سوسکیں، سکون سے اٹھیں، سکون سے بیٹھیں اور سکون سے کھائیں۔

جناب چیئرمین! اس وقت پاکستان میں اتنی نفسا نفسی ہے، اتنے مسائل اور غم ہیں کہ ایک طرف law and order کا مسئلہ، دوسری جانب واپڈا کا problem اور آٹے اور گندم کا problem اور اس کے ساتھ پانی کا problem آخر یہ پاکستانی عوام جائے تو جائے کہاں۔ مجھے لگتا ہے کہ کسی دن پاکستانی عوام کے لیے ہر طرف اندھیرا چھا جائے گا اور ہمیں کہیں راستہ بھی نہیں ملے گا۔ مجھے دکھ ہوتا ہے، کیا وجہ ہے ہمارے لوگ انگریزوں کے پرانے دور کو یاد کرتے ہیں؟ ان کے زمانے میں کم از کم یہ غریب لوگ سکون سے سوتے تو تھے، سکون سے انہیں دو وقت کی روٹی ملتی تھی، سکون سے انہیں تنخواہ ملتی تھی۔ آج کل کے دور میں مہنگائی نے پوری دنیا کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ جناب چیئرمین، آپ اس وقت پاکستانی عوام کے چہروں کو دیکھیں جو چہرہ دس پندرہ برس پہلے گلاب کی طرح کھلا ہوا نظر آتا تھا، خدا کی قسم آج ان چہروں کا اور پورے جسم کا خون چوسا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ لوگ پریشانی میں اس قدر مبتلا ہیں کہ کس کس مسئلہ کا مقابلہ کریں، law and order کا کریں، بھوک کا کریں، واپڈا کا کریں، تنخواہوں کا کریں، بچوں کا کریں۔ میں تو یہی دعا کرتی ہوں کہ اللہ میاں، ہمارے پاکستان پر رحم کریں، ہمارے پاکستانی عوام پر رحم کریں۔ یا اللہ پاک، ہماری عوام کو خواہ وہ مسلم ہیں یا غیرمسلم ان کو اس

امان میں رکھیں۔

میں نئی حکومت سے یہ درخواست کروں گی کہ کم از کم آپ یہ کبھی نہ کہیں کہ پانچ دن' پانچ مہینے یا پانچ سال پہلے وہ ہوا تھا تو ہم نے یہ کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت دی ہے تو آپ کو چاہیے کہ پرانی باتوں کو چھوڑیں اور پاکستانی عوام کو بچائیں' law and order صحیح کریں' ان کو روٹی کپڑا دیں' ان کو عزت دیں تاکہ وہی پرانا پاکستان ہو اور وہی پرانے پاکستانی خوشحال ہوں۔ کسی کو یہ غم نہ ہو کہ گھر سے نکلوں گا تو پتا نہیں واپس بھی آؤں یا نہیں' ہمارے بچے واپس آئیں گے یا نہیں۔ میں یہی دعا کرتی ہوں کہ اللہ میاں میرے پاکستان کو سلامت رکھے اور پاکستانیوں کو سلامت رکھے اور ہمارے جتنے بھی غم ہیں' پریشانیاں ہیں' اللہ تعالیٰ دور کرے۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

Mr. Chairman: Thank you. Then we will adjourn to reconvene tomorrow at 4:00 pm.

[The House was adjourned to meet again on 10th June, 2008 at 4:00 pm]